مشکوۃ المصابیح کی کتاب الایمان میں وارد منتخب غریب الحدیث کا ایک تحقیقی جائزہ

A Research Study of Selected Gharīb al-Hadīth Found in the Kitāb al-Imān of Mishkāt al-Masābīh

Mir Alam Khan
PhD Scholar in Islamic Studies, University of Malakand
Email: miralamkhan1980@gmail.com
Dr Muhammad Abdul Haq
Lecturer, Department of Islamic Studies & Religious Affairs, University of Malakand
Email: mabdulhaq.pk@gmail.com
Prof Dr. Janas Khan
Professor Department of Islamic Studies & Religious Affairs, University of Malakand
Email: drjanaskhan9911@gmail.com

Abstract
Explaining the general statements of the Qur'ān and clarifying its principles is beyond ordinary human understanding. Therefore, understanding its meanings requires the explanation and guidance of the Prophet Muhammad (peace be upon him), as the Qur'ān itself states that Allāh sent him to recite his verses, purify people, and teach them Qur'ān and contrivance. One main purpose of his mission was to make the Qur'ān's teachings and meanings clear to the people. Mishkāt al-Masāb īh is an authentic collection of hadith compiled by Imām al-Khatīb al-Tabrīzī, who arranged selected narrations from various sources in a subjective order. It is important for both scholars and students and holds a special place in denī madāris. Many hadīths in this book explain matters of belief, morals, and faith, but some contain rare words unfamiliar to scholars and students. Without knowledge of Gharīb al-Hadīth (rare word in hadīth), a correct understanding of the hadīth is not possible. Conducting a lexical analysis of these terms, interpreting them in their context and explaining them in light of the statements of hadīth scholars is an academic necessity.
Keywords: Gharīb al-Hadīth, Mishkāt al-Masābīh, Lexical analysis

بعثت کے بعد رسول اللہ ﷺ کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری قرآن کریم کی تشریح کرنا بھی تھی آپ ﷺ کی یہ تشریح احادیث کہلائی جاتی ہیں آپ ﷺ عرب کے مختلف قبیلوں کو اسلام کی دعوت دیتے تھے اور اس دعوت کے دوران آپ ﷺ انھی کی مروجہ الفاظ میں گفتگو کیا کرتے تھے اور جیسا کہ مشاہدہ ہے کہ

دنیا بھر میں ایک ہی زبان سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی بولی میں کچھ نہ کچھ الفاظ اور لہجے کی اس تبدیلی کی وجہ ایک قبیلے یا علاقے کا لفظ دوسرے کے لیے اجنبی بن جاتا جسے عربی اصطلاح میں غریب کہا جاتا ہے۔

غریب الحدیث کی لغوی تعریف:

ابن منظور افریقیؒ لفظ غریب کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں الغَرِيبُ الغامِضُ من الكلام وكَلمة غَرِيبةٌ (1) یعنی غریب کلام کا مبہم اور غیر واضح ہونا اور اس سے نامانوس کلمہ ہے۔

غریب الحدیث کی اصطلاحی تعریف:

ابن صلاح رحمہ اللہ نے غریب الحدیث کی اصطلاحی تعریف یوں کیا ہےوَهُوَ عِبَارَةٌ عَمَّا وَقَعَ فِي مُتُونِ الْأَحَادِيثِ مِنَ الْأَلْفَاظِ الْغَامِضَةِ الْبَعِيدَةِ مِنَ الْفَهْمِ، لِقِلَّةِ اسْتِعْمَالِهَا.(2)یہ ان الفاظ پر مشتمل ہوتا ہے جو احادیث کے متون میں وارد ہوئے ہوں اور اپنی ابہام، اجنبیت یا کم استعمال ہونے کی وجہ سے سمجھ سے دور ہوں۔ابن صلاح مزید فرماتے ہیں،هَذَا فَنٌّ مُهِمٌّ، يَقْبُحُ جَهْلُهُ بِأَهْلِ الْحَدِيثِ خَاصَّةً، ثُمَّ بِأَهْلِ الْعِلْمِ عَامَّةً، وَالْخَوْضُ فِيهِ لَيْسَ بِالْهَيِّنِ، وَالْخَائِضُ فِيهِ حَقِيقٌ بِالتَّحَرِّي جَدِيرٌ بِالتَّوَقِّي،یہ ایک اہم فن ہے اور اس کا جاہل ہونا خصوصا اہل حدیث کے لیے اور عمومی طور پر اہل علم کے لیے قبیح (نامناسب) ہے اور جو شخص اس میں گفتگو کرے اس کے لیے تحقیق کرنا واجب اور احتیاط برتنا مناسب ہے۔

آپ ﷺ مختلف مقامات اور قبائل میں جا کر دعوت دیتے تھے جن کی بعض الفاظ دوسرے اہل عرب کے لیے نامانوس ہوتے تھے تو اللہ کے رسول ﷺ الفاظ ان کی لغت کے مطابق ادا کرتے اور ان کے قبیلے کی زبان کے مطابق تعبیر کرتے، تو اسی طرح ایک حدیث کے ایک ہی معنی کے لیے مختلف الفاظ جمع ہو جاتے جسے بعد میں غریب الحدیث کا نام دیا گیا۔جیسا کہ مشکوۃ المصابیح،باب الوصایا میں ایک حدیث میں آتا ہےالولدللفراش وللعاهرالحجر(3) لڑکا مالک کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہے،دوسری رویت میں للعاهرالحجر کی جگہ وللعاهرالاثلب(4)اسی طرح مشکواۃ المصابیح،باب الایمان میں ایک روایت آیا ہےأن تلد الأمة ربتها وأن ترى الحفاة العراة العالة رعاء الشاء يتطاولون في البنيان(5)تو اس روایت میں حفاۃ،عراۃ،العالۃ الفاظ آئے ہیں جو مبہم اور غیر مانوس الفاظ ہیں اسی طرح کتاب الایمان میں جہاں ایمان کے شعبے جس حدیث میں ذکر ہیں تو اس میں بھی غریب لفظ آیا ہیں جیسا کہإماطة الأذى عن الطريق والحياةشعبةمن الإيمان(6)تو اس میں اماطۃ لفظ ذکر ہے جو مشکل لفظ ہے۔

اسی طرح مشکوۃ المصابیح ، کتاب الطھارۃ میں ایک حدیث آتاہے،لاتقبل صلاۃ بغیرطہورولاصدقۃمن غلول([7])اس روایت میں غلول لفظ آیاہے جو غیر واضح لفظ ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کوجب قرآن وحدیث کے الفاظ کی فہم میں کوئی مشکل پیش آتا تو براہ راست نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ سے اس کے بارے میں پوچھتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے کے بعد تابعین کے دور میں عربی زبان میں اعجمی الفاظ کا امتزاج ہو گیا تو اس وقت جب انہیں کسی حدیث میں کوئی کلمہ اور کلام غریب اور مشکل ہوا تو غریب لغات کی وضاحت اور عبارات کی تاویل کے لیے کلام عرب اوران کے اشعار کی طرف رجوع کرکے اس کا مادہ اور معنی تلاش کرتے تو اسی طرح علم غریب تحقیق وبحث کاایک مستقل علم بن گیا۔غریب الحدیث کی معرفت کے بغیر حدیث کا صحیح فہم ممکن نہیں،ان الفاظ کی لغوی تحقیق،سیاق وسباق میں تطبیق اور محدثین کے اقوال کی روشنی میں تشریح ایک علمی ضرورت ہے۔امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے"لایحل لاأحدأن یفتي في حدیث رسول اللہ حتي یعرف منه مایعرف من لغة العرب"یعنی جو شخص لغت عرب کے علم سے ناواقف ہو اس کے لیے حدیث میں فتوی دینا جائز نہیں۔

زیرِ نظر موضوع پر غریب الحدیث کے حوالے سے احادیث پر ابوعبید القاسم بن سلامؒ (م224:ھ) نے غریب الحدیث اور علامہ ابن الاثیر الجزریؒ(م606:ھ)نے "النہایہ فی غریب الحدیث والاثر"تصنیف کرچکے ہیں۔مشکوۃ المصابیح حدیث کی ایک جامع کتاب ہے،جس میں امام خطیب تبریزی رحمہ اللہ نے صحیحین وسنن کے منتخب ابواب کو جمع کیاہے۔کتاب الایمان،فصل اول میں متعدد ایسی احادیث درج ہیں جو عقیدہ،اخلاق اور ایمان کی تشریح کرتی ہیں۔ان احادیث میں کئی غریب الفاظ وارد ہوئے ہیں جو عام طور پر لغت اور حدیثی اصطلاحات سے دور طلبہ و قارئین کے لیے فہم میں دقت پیدا کرتے ہیں۔ان میں سے چند الفاظ جو اس ارٹیکل کا مرکز تحقیق ہوں گے درج ذیل ہیں۔

مشکاۃ المصابیح(کتاب الایمان، فصل اول)میں وارد غریب الحدیث "الامارۃ"کا تحقیقی جائزہ:

ابن منظور افریقی فرماتے ہیں أَمَّرَأَمارَةًإذاصَيَّرَعَلَماًعرب کہتے ہیں"أَمَّرَ"جب وہ علامت اور نشانی بن جائے([8])قال الکسائي:الأمارة،العلامة التي تعرف بها الشئ، یقول: اجعلوا بینکم وبینه یوما تعرفونه لکیلا تختلفوا فیه وفیه لغتان: الأمار والأمارة، قال وأنشد الکسائي إذا طلعت شمس النهار فإنها أمارة تسلیمي علیك فسلمي "امام کسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الأمارة وہ نشانی ہے جس سے کسی چیز کو پہچانا جاتاہے،فرماتے ہیں:اپنے اور اس کے درمیان ایک دن مقرر کردو جب تم اسے پہچان لوگے تاکہ تم اس

میں اختلاف نہ کرو اور اس میں دو لغت ہیں: الأمار والأمارة، امام کسائی رحمہ اللہ نے شعر پڑھا، جب سورج دن میں طلوع ہوتا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ میں تمہیں سلام کرتا ہوں، لہٰذا تم مجھے سلام کرو"[9] امارۃ تشدید اور بغیر تشدید دونوں سے آتا ہے، لغت میں یہ علامت کو کہا جاتا ہے اور اصطلاح میں اس سے مراد وہ ہے جس پر علم آنے کی وجہ سے "ظن" حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ بادل کی نسبت بارش کو، اور کبھی کبھی دلیل قطعی پر بھی دلالت کرتا ہے[10]۔

اسی طرح أمارة ہمزہ فتح کے ساتھ أمارة کی جمع بمعنی علامت ہے۔ جیسا کہ شمس الحق العظیم آبادی فرماتے ہیں، (عن أماراتها) بِفَتْحِ الْهَمْزَة جَمْع أَمَارَة بِمَعْنَى الْعَلَامَة [11] اور حدیث میں آتا ہے "فهل للسفر أمارة "کیا سفر کی کوئی علامت ہے[12] ایک اور حدیث میں اس کے معنی کی وضاحت یوں کی جاتی ہے، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ أَمَارَةَ لَيْلَةِ الْقَدْرِ أَنَّهَا صَافِيَةٌ بَلْجَةٌ كَأَنَّ فِيهَا قَمَرًا سَاطِعًا سَاكِنَةٌ سَاجِيَةٌ لاَ بَرْدَ فِيهَا ، ولاَ حَرَّ وَلاَ يَحِلُّ لِكَوْكَبٍ أَنْ يُرْمَى بِهِ فِيهَا حَتَّى تُصْبِحَ،وَإِنَّ أَمَارَتَهَا أَنَّ الشَّمْسَ صَبِيحَتَهَا تَخْرُجُ مُسْتَوِيَةً لَيْسَ لَهَا شُعَاعٌ مِثْلَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، "عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ نے فرمایا شب قدر کی نشانی یہ ہے کہ یہ صاف وشفاف ہے، گویا اس کے اندر ایک روشن چاند ہے، پر سکون اور پر سکون ہے، جس میں نہ سردی ہے اور نہ گرمی اور نہ ہی کسی ستارے کا اسے دیکھنا جائز ہے۔ اس میں صبح تک پانی ہے، اور اس کی نشانی یہ ہے کہ سورج صبح کے وقت طلوع ہوتا ہے، اس کی کوئی شعاعیں نہیں ہوتیں، جیسے پوری رات کا چاند۔[13])

امارۃ فتح کے ساتھ کی جمع امارات جو آتا ہے یہ مسند امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ میں کچھ یوں ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه كَانَ الرَّجُلُ يَهُودِيًّا،فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ وَخَبَّرَهُ،وَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّهَا أَمَارَةٌ مِنْ أَمَارَاتٍ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ" ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ شخص یہودی تھا چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام لایا اور آپ ﷺ کو خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر یقین کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ قیامت سے پہلے کی نشانیوں میں سے ہے۔"[14])

اسی طرح امارۃ میم مشدد کے ساتھ بمعنی "سکھانے" اور "ارادے" کے بھی آتا ہے۔ قرآن میں آتا ہے۔وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي[15]) اور میں اپنے تئیں پاک صاف نہیں کہتا کیونکہ نفس امارہ (انسان کو) برائی ہی سکھاتا رہتا ہے مگر یہ کہ میرا پروردگار رحم کرے۔ دواعي الشيطان إلى السيئات سميت أمارة[16] شیطان کی طرف سے برے کاموں پر اکسانے کو امارۃ (میم مشدد کے ساتھ) کہتے

ہیں۔ اِمارۃ کسرہ کے ساتھ بمعنی حکومت آتا ہے ابن منظور افریقی نے یہ نقل کیا ہے أَمَرَ الرجلُ يأْمُرُ إِمارةً إِذا صار عليهم أَميراً ([17])عرب کہتے ہیں" أَمَرَ الرجلُ" جب ان پر امیر بن جائے أخبرنا سلمة عن الفراء قال: الإمارة الولاية ([18]) امام فراء سے سلمہ نے نقل کیا کہ الامارۃ بمعنی "ولایت "ہے۔ عن عمر بن الخطاب قال من دعا إلى إمارة نفسه أو غيره من غير مشورة من المسلمين فلا يحل لكم إلا أن تقتلوه([19])" عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جو شخص مسلمانوں سے مشورہ کیے بغیر اپنی یا دوسروں کی قیادت (حکومت) کے لیے بلائے، تمہارے لیے جائز نہیں جب تک کہ تم اسے قتل نہ کردو"۔

امارۃ بمعنی" حکومت" حدیث میں اس طرح آتا ہےقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ لاَ تَسْأَلِ الإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُوتِيتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا([20])" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے عبد الرحمٰن بن سمرہ، امامت نہ مانگو، کیونکہ اگر تمہیں سوال کے لیے دیا جائے تو۔ آپ کو اس کے سپرد کیا جائے گا۔" اس کو اور اگر آپ اسے بغیر مانگے دے دیں تو آپ اس کی مدد کریں گے"۔

مشکاۃ المصابیح (کتاب الایمان، فصل اول) میں وارد غریب الحدیث "الحفاۃ" کا تحقیقی جائزہ:

بِضَمِّ الْحَاءِ جَمْعُ الْحَافِي وَهُوَ مَنْ لَا نَعْلَ لَهُ([21])عبد الرحمن مبارکفوری رحمہ اللہ نے اس کا معنی یوں نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ "الحفاۃ" حا پیش کے ساتھ الحافی کی جمع ہے اور الحافی وہ ہے جس کا جوتا نہ ہو۔ یہ حفي يحفى حفية وحفاية سے ہے جس طرح قاض کی جمع قضاۃ آتا ہے اسی طرح حافی کی جمع حفاۃ آتا ہے۔

قال الكسائي: رجلٌ حافٍ وقد حَفِيَ يَحْفى حَفاءً، وهو أن يمشي بلا خُف ولا نعلٍ، حَفِيَ کا مطلب واضح کرتے ہوئے امام کسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ، یعنی وہ بغیر موزوں اور جوتوں کے چلا۔ حدیث میں اس کی وضاحت یوں کی جاتی ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ : لاَيَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا ،أَوْ لِيَنْعَلْهُمَا جَمِيعًا([22])ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلے چاہیے کہ دونوں کو موزیں پہنائے، یا دونوں کو جوتا پہنائے۔ بدرالدین عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں من حفي من كثرة المشي إذا رقت قدمه فهو حفء من الحفاء([23]) جیسا کہ جو شخص بہت زیادہ چلنے سے ننگے پاؤں ہو، اگر اس کے پاؤں نرم ہو جائیں تو وہ ننگے پاؤں ہے۔ ابو العباس نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے، الحُفَاةُ:جمعُ حافٍ، وهو الذي لا يلبس في

رِجْلَيْهِ شيئًا.([24])ابو العباس فرماتے ہیں کہ حفاۃ جمع ہے حاف کی اور یہ وہ شخص ہوتا ہے جو اپنے پاؤں میں کوئی شے نہیں پہنتا ہے۔

حفی یحفی میں "منع کرنے اور محروم ہونے" کا معنی بھی پایا جاتا ہے جیسا کہ زمخشری فرماتے ہیں إن رجلا سلم على بعض السلف فقال : وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته الزاكيات فقال له : أراك قد حفوتنا ثوابها . أخذته كله وحرمتنا ایک آدمی نے بعض سلف کو سلام کرکے فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو اس نے اسے فرمایا تو نے دیکھا کہ تم نے ہمیں اس کی ثواب سے بچالیا، یعنی تو پورا ثواب لیا اور ہمیں محروم کیا۔

حفو الحفو : المنع يقال :حفاه من الخير عطس عنده الاصمعی رجل فوق ثلاث فقال له :حفوت أي منعتنا أن نشمتك بعد الثلاث، اسی طرح فرمایا کہ حفو،الحفو بمعنی "منع" کے ہے، امام اصمعی کے پاس ایک آدمی کو تین دفعہ سے زیادہ چھینک آیا تو انہوں نے اسے فرمایا کہ تم نے ہمیں بچا(محروم کیا) لیا یعنی تم نے ہمیں تین کے بعد منع کیا کہ چھینک کا جواب دیں۔([25]) قال الاصمعي: حفوت الرجل من كل خير. أحفوه حفوا، إذا منعته من كل خير. اصمعی فرماتے ہیں کہا جاتا ہے میں نے آدمی کو ہر خیر سے منع کیا۔ جب تم اس کو ہر خیر سے منع کرتے ہو تو تم کہتے ہو أحفوه حفوا۔([26]) یہ لفظ "مبالغہ" کے معنی میں بھی مستعمل ہے جیسا کہ ابن منظور افریقی فرماتے ہیں حَفِيت إليه بالوصية أي بالغت یعنی وصیت میں مبالغہ کرنا اور اسی طرح "اکرام" کے معنی میں بھی مستعل ہے جیسا کہ حَفِيَ اللهُ بك في معنى أكرمك الله، یعنی اللہ آپ کی اکرام کرے۔ مہربانی کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ الزجاج نے فرمایا اللہ تعالی کی اس قول کے بارے میں إِنَّه كان بِي حَفِيّاً "بیشک وہ مجھ پر نہایت مہربان ہے"([27]) اس کا لطیف معنی ہے اور اسی طرح جب کوئی کسی کے ساتھ نیکی کرتا ہے اور اس پر مہربان ہوتا ہے تو کہتے ہیں "حَفِيَ فلان بفلان حِفْوة"

مشکاۃ المصابیح (کتاب الایمان، فصل اول) میں وارد غریب الحدیث "العراۃ" کا تحقیقی جائزہ:

العُرْيُ خلافُ اللُّبْسِ عَرِيَ من ثَوْبه يَعْرَى عُرْياً وعُرْيَةً فهو عارٍ، العری ،اللبس کے برعکس ہے۔ یہ عری یعری عریا اور عریۃ سے ہے اور عار اس کا فاعل ہے۔ عَرِيَ من ثَوْبه کا مطلب ہے وہ کپڑوں سے عاری ہوگیا۔ مذکر کے لیے عریان اور اس کی جمع عریانون اور مؤنث کے لیے عریانۃ اور اس کی جمع العراۃ آتا ہے جیسا کہ قومٍ عُراةٍ وامرأَة عُرْيانةٌ ورجل عريان وامرأَة عاريةٌ، اسی طرح المُعَرَّى والمُعَرَّاةِ أي المُجَرَّد أَي حَسَنَة عندَ تَجْرِيدِها من ثيابها والجمع المَعاري، المعراۃ اور المعری کا مطلب المجرد ہے اس کا مطلب ہے

یعنی کپڑے اتارنے کے وقت خوب صورت ہے اور اس کی جمع المعاری ہے۔وفي الحديث في صفته صلى الله عليه وسلم عارِي الثَّدْيَيْنحديث میں رسول اللہ ﷺ کی صفت کے بارے میں آتا ہے، ننگی چھاتی والے،یعنی ان پر بال نہیں تھے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ[28]ام مسلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بہت سی عورتیں کپڑے پہنے والی ہیں لیکن آخرت میں ننگی ہونگی۔اس کا مطلب بیان کرتے ہوئے عبد الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ نے ابن حجر رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں" كَاسِيَةٍ بِالثِّيَابِ لَكِنَّهَا شَفَّافَةٌ لَا تَسْتُرُ عَوْرَتَهَا فَتُعَاقَبُ فِي الْآخِرَةِ بِالْعُرْيِ جَزَاءَعَلَى ذَلِكَ"[29] کپڑے پہنے والے ہیں لیکن باریک ہے اور عورت کو نہیں ڈھانپتی ہے تو آخرت میں اس کی ننگے ہونے پر سزا دیا جائے گا اور یہ اس کا بدلہ ہے۔

ایک معنی اس کا "طلب" کرنا ہے جیسا کہ حکی ثعلب أنه سمع ابن الأَعرابي يقول إذا أَتيْت رجُلاً تَطْلُب منه حاجة قلتَ عَرَوْتُه ثعلب نے بیان کیا کہ انہوں نے ابن الاعرابی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا:"اگر تم کسی آدمی کے پاس اس سے کچھ مانگنے آئے تو تم کہتے ہو"عَرَوْتُه"۔

اعترى يعترى سے اس کا معنی "عقل کا خراب ہونا" ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے،إِنْ نقولُ إِلاَّ اعْتَرَاكَ بعض آلِهَتِنا بسُوءٍ[30] قال الفراء كانوا كَذَّبوه يعني هُوداً ثم جعَلوه مُخْتَلِطاً وادَّعَوْا أَنَّ آلِهَتَهم هي التي خَبَّلَتْه لعَيبِه إيّاه، امام فراء کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کی تکذیب کی یعنی ھود علیہ السلام کی پھر انھوں نے آپ علیہ السلام کی عقل کو خراب بنادیا اور آپ کو یہ نسبت کی کہ آپ نے ہماری معبود کی عیب بیان کرنے کی وجہ سے ہماری معبودوں نے آپ کی عقل خراب کر دیا۔

قال الفراء معناه ما نقول إِلا مَسَّكَ بعضُ أَصْنامِنا بجُنون لسَبِّكَ إِيّاها،الفراء نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کیا کہیں گے سوائے اس کے کہ ہمارے بعض بتوں کو ان کی توہین کی وجہ سے جنون نے چھو لیا ہے۔ اس میں سے العرا بھی آتا ہے جیسا کہ ازہری نے ابن الاعرابی سے نقل کرکے فرماتے ہیں روى الأَزهري عن ابن الأَعرابي العَرَا الفِناء مقصور يكتب بالأَلف لأَن أُنْثاه عَرْوَة قال وقال غيره العَرَا الساحةُ والفِناء سمي عَراً لأَنه عَرِيَ من الأَبنية،ابن الاعرابی فرماتے ہیں کہ العراء صحن کو کہا جاتا ہے اور یہ الف مقصورۃ کے ساتھ ہے کیونکہ اس کی مونث عروۃ آتی ہے اور اس کے علاوہ نے کہا ہے کہ العرا کو صحن اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ نباتات سے خالی ہوتا ہے۔قال ابن سيده هو المكانُ الفَضاءُ لا يَسْتَتِرُ فيه شيءٌ وقيل هي الأَرضُ الواسع، ابن سیدہ فرماتے ہیں کہ یہ خالی مکان ہے اس میں کوئی شے پردہ نہیں اور یہ بھی کہا گیا

ہے کہ اس سے مراد کھلا اور کشادہ زمین ہے۔وفي التنزيل فنَبَذْناه بالعَراءِ وهو سَقيمٌ([31]) پھر ہم نے ان کو جبکہ وہ بیمار تھے فراخ میدان میں ڈال دیا۔وجَمْعُه أَعْراءٌ،اس کی جمع اعراء آتا ہے([32])۔

مشکاۃ المصابیح (کتاب الایمان، فصل اول) میں وارد غریب الحدیث "العالۃ" کا تحقیقی جائزہ:

اللہ جل جلالہ قرآن میں فرماتے ہیںوَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ الله مِن فَضْلِهِ([33])۔اس ایت میں اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں

"اگر تم خوف کرتے ہو مفلسی کا تو عنقریب غنی کردے گا تم کو اللہ اپنے فضل سے" اسی طرح ایک دوسری ایت میں اللہ فرماتے ہیں وَوَجَدَكَ عَائِلا فَأَغْنَى([34])۔"اور اس نے آپکو پایا تنگ دست تو اس نے غنی کردیا" ان مذکورہ آیات میں "عَيْلَةً" کا معنی مفلسی اور "عَائِلا" کا معنی مفلس کے ہیں اور ان میں "عیلۃ" مصدر اورعائِل فاعل ہے تو اس میں مفلسی کا معنی پایا جاتا ہے۔اس میں عول کا معنی بھی پایا جاتا ہے یعنی ایک طرف مائل ہونا یا جھکنا جیسا کہ قرآن میں اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں،فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَلَّا تَعُولُوا([35]) پھر اگر تم ڈرو اس بات سے کہ نہ تم انصاف کر سکو گے تو (نکاح کرو) ایک ہی سے یا جس کے مالک ہوئے تمہارے دائیں ہاتھ یہ زیادہ قریب ہے اس کے کہ (ناانصافی نہ کرو تم) نہ مائل ہو آپ،اس میں مجاھد رحمہ اللہ سے یہ معنی منقول ہےعَنِ مجاهد ،قَوْلُهُ:{أَدْنَى أَلاَّتَعُولُوا}يَعْنِي:أَلا تَمِيلُوا([36])، مجاھد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ أَلاَّ تَعُولُوا یعنی کہ آپ مائل نہ ہو۔احادیث میں اس کی وضاحت یوں کی جاتی ہے۔عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:ثلاثة لايكلمهم الله عزوجل يوم القيامة الشيخ الزاني والعائل المزهو والإمام الكذاب([37])ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا تین آدمی ہیں جن سے اللہ جل جلالہ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا بوڑھا زانی، فقیر متکبر اور جھوٹا امام۔

علی رضی اللہ نے اس کے بارے میں یہ روایت نقل کیا ہے۔عن علي، قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:إن الله يبغض ثلاثة : الغني الظلوم ، والشيخ الجهول،والعائل المختال([38])،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ جل جلالہ تین آدمیوں سے نفرت کرتا ہے: ظالم مالدار ،جاہل بوڑھا اور فقیر متکبر۔امام طبرانی رحمہ اللہ نے جو روایت نقل کیا ہے اس میں اس لفظ کو اس طرح بیان کیا گیا ہےعن بن عباس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم ما عال مقتصد قط([39]) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ میانہ روی کرنے والا کبھی تنگ

دست نہیں ہوا۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت میں اسی طرح آتا ہے، نبی علیہ السلام نے فرمایا إِنَّكَ إِنْ تَذَر وَرَثَتك أَغْنِيَاء خَيْر مِنْ أَنْ تَذَرهُمْ عَالَة يَتَكَفَّفُونَ النَّاس(40)سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ آپ اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑ کر بہتر ہے اس سے کہ آپ انہیں تنگ دست چھوڑ کر ہاتھ دراز کر لوگوں سے سوال کرینگے۔ عال يعيل عيلا وعيلة وعيولا: افتقر. والعيل: الفقير، وكذلك العائل؛ قال الله تعالى: ووجدك عائلا فأغنى. وفي الحديث: إن الله يبغض العائل المختال؛العالة: الفقراء، جمع عائل والعيلة والعالة: الفاقة. يقال: عال يعيل عيلة وعيولا إذا افتقر. وفي التنزيل: وإن خفتم عيلةوفي الحديث: ما عال مقتصد ولا يعيل أي ما افتقر. والعالة: جمع عائل، تقول: قوم عالة مثل حائك وحاكة؛قال ابن سيده: وعال الرجل وأعال وأعيل وعيل كله كثر عياله، فهو معيل، والمرأة معيلة؛ وقال الأخفش: صار ذا عيال.(41)

عَالَ يعِيل عَيْلَةً و عُيُولا:افتقر اس سے یہ گردان آتا ہے اور کہا جاتا ہے عَالَ يعِيل عَيْلَةً و عُيُولا: افتقر محتاج ہو گیا، اور العیل کا معنی الفقیر، یعنی محتاج اور اسی طرح فقیر العائل بھی کہا جاتا ہے قرآن میں آتا ہے ووجدك عائلا فأغنى اور تمہیں محتاج پایا تو غنی کر دیا اور حدیث میں آتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ فقیر متکبر کو ناپسند کرتا ہے العالة کا معنی محتاجین اور یہ عائل کی جمع ہے اور العيلة والعالة کا معنی فاقہ ہے اور قرآن میں آتا ہے وإن خفتم عيلة اگر آپ محتاجی سے ڈرتے ہو اور حدیث میں آتا ہے ما عال مقتصد ولا يعيل میانہ روی کرنے والا تنگ دست اور محتاج نہیں ہو گا یعنی فقیر نہیں ہو گا۔ عائل کی جمع العالة ہے آپ کہتے ہیں قوم عالة جس طرح حائك وحاكة ہے۔ابن سیدہ فرماتے ہے اگر کوئی کہے عال الرجل وأعال وأعيل وعيل تو ان تمام کا مطلب زیادہ عیال والا ہونا ہے اور اس سے اسم فاعل مرد کے لیے معيل آتا ہے اور عورت لیے معيلة جیسا کہ المرأة معيلة اور اخفش فرماتے ہیں صار ذا عيال یعنی زیادہ عیال والا ہو گیا۔ ابن الاثیر الجزری فرماتے ہیں، العَالة:الفُقَرَاءُ جَمْع عَائِل(42)یعنی "العالة" کا معنی تنگ دست کے ہیں اور یہ عائِل کی جمع ہے۔وواحدالعِيَال عَيِّلٌ كجيِّدوالجمع عَيَائِلُ مثل جيائد(43) محمد بن ابی بکر الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وواحدالعِيَال عَيِّلٌ كجيِّدوالجمع عَيَائِلُ مثل جيائد، عیال جمع عَيِّلٌ کی ہے جیسا کہ جيِّد اور اس (عَيِّلٌ) کی جمع جیائد کی طرح عَيَائِلُ آتا ہے۔ابن منظور افریقی فرماتے ہیں ورجل مُعَيَّلٌ ذو عِيال ويقال عنده كذا وكذا عَيِّلاً أَي كذا وكذانفساًمن العيال ويقال ترك يَتامى عَيْلى أَي فقراء(44)،ابن منظور نے ابن الکلبی کا قول نقل کیا ہے قال ابن الكلبي ما زِلْت مُعِيلاً من العَيْلة أَي محتاجاً یعنی ما زِلْت

مُعِيلاًيه العيلة سے ہے اور اس کا مطلب ہے محتاج۔ یعنی رجل مُعَيَّلٌ کا مطلب ہے کثیر العیال ہونا اور کہا جاتا ہے اس کے ساتھ اتنا اتنا اولاد ہیں یعنی اتنا اتنا آدمی عیال میں سے اور کہا جاتا ہے ترك يتامى عَيْلى یعنی اس نے یتیموں کو غریب چھوڑا۔ اوراس سے عَيْلاً لفظ بھی ہے جو اس مندرجہ ذیل حدیث سے اس کے معنی کی وضاحت کی جاتی ہے۔

روى صخر بن عبد الله بن بُرَيدة عن أَبيه عن جده قال بَيْنا هو جالس بالكوفة في مجلس مع أَصحابه فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إِنَّ من البَيانِ لسِحْراً وإِنَّ من العِلم جَهْلاً وإِنَّ من الشِّعر حِكَماً وإِن من القول عَيْلاً (45) صخر بن عبد اللہ اپنے دادا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے اصحاب کے ساتھ کوفہ میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک بعض بیان جادو ہے اور بے شک بعض علم جہالت ہے اور بعض شعر دانائی ہے اور بے شک بعض کلام عیل ہے صعصعۃ بن صوحان فرماتے ہیں وَأَمَّا قَوْلُهُ إِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالاً فَعَرْضُكَ كَلاَمَكَ وَحَدِيثَكَ عَلَى مَنْ لَيْسَ مِنْ شَأْنِهِ وَلاَ يُرِيدُهُ یعنی ہرچہ آپ ﷺ کا قول "إِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالاً" تو اسکا مطلب یہ ہے کہ آپ کا کلام اور بات کا کسی ایسے شخص پر پیش ہونا کہ وہ اس کے ساتھ مناسب نہ ہو اور نہ وہ اس کو چاہتا ہو۔

مشکاۃ المصابیح (کتاب الایمان، فصل اول) میں وارد غریب الحدیث "إماطة" کا تحقیقی جائزہ:

(ميط) الميم والياء والطاء كلمةٌ صحيحة تدلُّ على دفع ومدافَعَة. وماطه عنه: دفعَه. ومِطتُ الأذَى عن الطريق. يقال أَمَاطَه إماطَة۔ (46) إماطَةً سے ثلاثی مجرد "میط" آتا ہے اور اس کے بارے میں ابن فارس فرماتے ہیں کہ یہ کلمہ دفع اور مدافَعَة یعنی ہٹانے اور دور کرنے کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ ماطه عنه، اس کا معنی ہے اس نے اس سے دور کیا اور مِطتُ الأذَى عن الطريق، اس کا مطلب ہے میں نے راستے سے مضر چیز کو ہٹایا، کہا جاتا ہے أَمَاطَه إماطَةً، عرب کسی چیز کو ہٹانے کے لیے یہ أَمَاطَه اس نے اسے ہٹایا اور إماطَةً ہٹانا استعمال کرتے ہیں۔ إماطة کی وضاحت اس حدیث سے اس طرح کی جاتی ہے عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال الإيمان سبعون أو اثنان وسبعون بابا أرفعه لا إله إلا الله وأدناه إماطة الأذى عن الطريق والحياء شعبة من الإيمان(47) اس حدیث میں إماطة کا مطلب مضر چیز کو راستے سے ہٹانا ہے۔ ایک دوسرے حدیث سے اس کی وضاحت کچھ یوں کی جاتی ہے عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ ، حَدَّثَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبِّيُّ ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله

علیہ وسلم يَقُولُ : مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الأَذَى. ([48])سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہوئے سنا کہ لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے تو اس سے خون بہاؤ اور اس سے گندگی دور کرو، اس حدیث میں بھی إماطة دور کرنے اور زائل کرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔ فتح الباری میں ابن حجر عسقلانی نے اس طرح معنی کیا ہے إماطة الأذىأي إزالته ([49])یعنی اس کا دور ہونا اور فتح الباری میں دوسری جگہ میں فرماتے ہیں الاماطة الازالة([50])یعنی اماطۃ کا معنی ہے دور کرنا۔

ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں إماطة الأذى عن الصبى هو حلق الشعر الذى على رأسه([51])، وہ سر کے بالوں کو منڈوانا ہے۔ قال الشيخ :معنى إماطة الأذى حلق الرأس وإزالة ما عليه من الشعر([52]) شیخ ابو سلیمان احمد بن محمد الخطابی نے فرمایا کہ إماطة الأذى کا معنی سر کو منڈوانا اور اس پر بالوں کو ہٹانا۔قوله صلى الله عليه و سلم (فليمط ما كان بها من أذى ولايمسح يده بالمنديل حتى يلعقها) أما يمط فبضم الياء ومعناه يزيل وينحى وقال الجوهرى حكى أبو عبيد ماطه وأماطه نحاہ امام نووی رحمہ اللہ نے حدیث کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہرچہ "یمط"یاء ضمہ کے ساتھ اس کا معنی دور کرنا اور ہٹانا ہے اور فرماتے ہیں کہ جوہری نے فرمایا کہ ابو عبید نے نقل کیا ماطه وأماطه یعنی اس نے اسے ہٹانا([53])۔عَنْ أَنَسٍ وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا يَضَعُ يَدَهُ عَلَى الأَرْضِ هَاهُنَا وَهَاهُنَا ، فَمَا أَمَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.([54])انس بن مالک رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صبح یہ فلاں کی ہلاکت کا جگہ ہے اور اپنے ہاتھ کو ادھور ادھر رکھتے تھے، رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے کوئی الگ نہیں ہوا۔عن عبد الله بن عصمة قال : سمعت أبا سعيد الخدري يقول : أخذ رسول الله صلى الله عليه و سلم الراية فهزها ثم قال : من يأخذها بحقها ؟ فجاء الزبير فقال : أنا فقال : أمط([55]) قال ابن الاثير أي تَنَحَّ واذْهَبْ عبد اللہ بن عصمہ نے ابو سعید الخذری رضی اللہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے جھنڈا پکڑا تو ہلایا پھر فرمایا کہ کون اس کو حق کے ساتھ پکڑے گا؟ پس زبیر رضی اللہ عنہ آیا تو اس نے فرمایا کہ میں تو آپ ﷺ نے فرمایا: أمط،قال ابن الاثير أي تَنَحَّ واذْهَبْ ابن الاثیر نے اس کا معنی کرتے ہوئے فرمایا یعنی ہٹ اور جاؤ۔

اسی طرح اماطۃ میں جھکنے کا معنی بھی پایا جاتا ہے جیسا کہ ابو عثمان النھدی فرماتے ہیں،قال أبو سليمان في حديث عمر أن أبا عثمان النهدي كان يكثر أن يقول لو كان عمر ميزانا ما كان فيه ميط شعرة قوله ميط شعرة أصله الميل والعدول عن المحجة يقال ماط الرجل في مشيه إذا عدل يمنة

ويسرة(56)ابو عثمان النھدی اکثر فرماتے تھے اگر عمر رضی اللہ عنہ میزان ہوتا تھا تو اس میں بال کے برابر جھکاو بھی نہیں تھا۔ابو سلیمان الخطابي فرماتے ہیں اس کے اس قول میط شعرة کا اصل راستے سے ہٹنا اور جھکنا ہے۔کہا جاتا ہے کہ آدمی اپنے چلنے میں ایک طرف جھک گیا جب وہ دائیں یا بائیں طرف جھک گیا۔عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إذا سقطت لقمة أحدكم فليمط عنها الأذي ولا يدعها للشيطان (57)جابر رضی اللہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب اپ میں سے کوئی لقمہ گر جائے تو اس سے گندگی دور کرلیں اور اس کو شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔اماطۃ میں جدا ہونے کا معنی بھی پایا جاتا ہے جیسا کہ ابو عبید نے امام فراء سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں،أبو عبيد عن الفرّاء : تَهايَط القومُ تَهايُطاً إذا اجتَمَعوا وأَصلَحوا أمرَهم،وتَمايَطوا تمايُطاً إذا تباعدوا وفَسَدمابينهم، وقال اللّحيانيّ :الهِياط :الإقبال،والمِياط:الإدبار، وقال غيره: الهِياط: اجتماعُ الناس للصُّلح ، والمِياط التفرُّق عن ذلك، وقال الليث والمِياط المَيْل ، ويقال : أَماطَ اللّهُ عنك الأذَى أي نَحَّاه . ويقال : أرادوا بالهِياط الجَلَبَة والصَّخَب ، والمِياط التباعُد والتنحّي والمَيْل .أبو زيد : يقال : أَمِطْ عنّي أي اذهَبْ عنّي واعدِل(58)۔

ابو عبید نے الفراء سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تَهايَط القومُ تَهايُطاً کا مطلب ہے جب وہ(قوم) جمع ہو جائے اور اپنا معاملہ درست کرلیں اور تَمايَطوا تمايُطاً کا مطلب ہے جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائے اور ان کے درمیان فساد پیدا ہو جائے۔اسی طرح اس میں پیٹھ پھیرنے کا معنی بھی پایا جاتا ہے جیسا کہ لحیانی سے نقل ہے۔قال اللّحيانيّ :الهِياط: الإقبال،والمِياط:الإدبار۔لحیانی فرماتے ہیں کہ الإقبال کا معنی آنا اور الإدبار کا معنی پیٹھ پھیرنا اور فرماتے ہیں کہ اس سے اور معنی بھی کیا گیا ہےوقال غيره: الهِياط:اجتماعُ الناس للصُّلح ، والمِياط التفرُّق عن ذلك۔فرماتے ہیں کہ الھیاط کا معنی ہے صلح کے لیے لوگوں کو جمع ہونا اور "المیاط" کا معنی اس سے جدا ہونا ہے۔

وقال الليث:المِياط المَيْل میاط کا معنی ہے ایک طرف ہونا اور راستے سے ہٹنا،ويقال:أَماطَ اللّهُ عنك الأذَى أي نَحَّاه اور کہا جاتا ہے أَماطَ اللّهُ عنك الأذَى،یعنی وہ(اللہ) آپ سے اس تکلیف کو دور کردیں۔قال أبو زيد : يقال : أَمِطْ عنّي أي اذهَبْ عنّي واعدِل ابو زید نے فرمایا کہا جاتا ہے أَمِطْ عنّي یعنی مجھ سے دور ہو جاو اور مجھے چھوڑ و اور ہٹ جاؤ۔

مشکاۃ المصابیح(کتاب الایمان، فصل اول)میں وارد غریب الحدیث "خزايا" کا تحقیقی جائزہ:

امام راغب رحمہ اللہ نے خَزَايَا کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں خَزِيَ الرّجل : لحقه انكسار ، إمّا من نفسه ، وإمّا من غيره. فالذي يلحقه من نفسه هو الحياء المفرط ، ومصدره الخَزَايَة ورجل خَزْيَان ، وامرأة خَزْيَى وجمعه خَزَايَا. وفي الحديث : «اللّهمّ احشرنا غير خزايا ولا نادمين»والذي يلحقه من غيره يقال : هو ضرب من الاستخفاف ، ومصدره الخِزْي،قال تعالى : ذلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيا(59)وقال تعالى : إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكافِرِينَ(60) فَأَذاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَياةِ الدُّنْيا (61)لِنُذِيقَهُمْ عَذابَ الْخِزْيِ فِي الْحَياةِ الدُّنْيا(62)

امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خَزِيَ الرّجل اس (آدمی) کے ساتھ عاجزی منسلک ہو گیا، یا تو یہ اس کی طرف سے ہو گا یا غیر کی طرف سے ہو گا پس وہ چیز جو اس کے ساتھ اس کی طرف سے منسلک ہو گا وہ زیادہ حیاء ہے، اور اس کا مصدر الخَزَايَة اور کہا جاتا ہے رجل خَزْيَان حیادار آدمی اور امرأة خَزْيَى حیادار عورت اور اس کی جمع خَزَايَا ہے اور حدیث میں آتا ہے،"اللّهمّ احشرنا غير خزايا ولا نادمين"یا اللہ ہمیں حیاء نہ کرنے (اعمال سے) اور پچھتانے والے جمع نہ کرو۔ اور وہ چیز جب اس کے ساتھ غیر کی طرف سے منسلک ہو جائے تو وہ استخفاف یعنی ذلت کی قسم سے ہے اور اس کا مصدر الخِزْي بمعنی ذلت ہے، اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں ذلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيا یہ ان کے لیے رسوائی ہے دنیا میں ایک دوسری جگہ میں اللہ فرماتے ہیں إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكافِرِينَ، بلاشبہ رسوائی آج کے دن اور برائی (عذاب) کافروں پر ہے اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں أَذاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَياةِ الدُّنْيا چنانچہ چکھائی ان کو اللہ نے رسوائی دنیا کی زندگی میں، ایک اور جگہ فرماتے ہیں لِنُذِيقَهُمْ عَذابَ الْخِزْيِ فِي الْحَياةِ الدُّنْيا، تاکہ چکھائے ان کو رسوائی کا عذاب اس دنیا کی زندگی میں۔ ہلاکت اور سزا کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ (63) عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُقْعِدُنِي عَلَى سَرِيرِهِ فَقَالَ إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا أَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ : مَنِ الْوَفْدُ قَالُوا رَبِيعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ وَالْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا ، وَلاَ نَدَامَى(64) ابو جمرة سے روایت ہے کی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مجھے اپنی چارپائی پر بٹھایا اور کہا کہ عبد القیس کی وفد جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وفد کس کا ہے تو انھوں نے فرمایا ربیعہ کی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا وفد اور قوم کی خوش آمدید بغیر شرمندگی اور پشیمانی کے۔

قاسم بن سلام نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں قوله: ولا تخزوا الحور العين، ليس من الخزي لأنه لا موضع للخزي ههنا، ولكنه من الخزاية، وهي الاستحياء يقال من الهلاك: خزي

الرجل يخزى خزيا، ويقال من الحياء: خزي يخزى خزاية، ويقال: خزيت فلانا - إذا استحييت منه(65) اس روایت کے بارے مینعن يزيد بن شجرة ولا تخزوا الحور العين(66) ابن سلام فرماتے ہیں کہ ولا تخزوا الحور العينيه الخزي میں سے نہیں ہے کیونکہ یہاں خزي کے لیے مقام نہیں ہے یعنی خزی کا معنی یہاں صحیح نہیں ہو سکتا ہے اور یہ الخزاية میں سے ہے، اور وہ شرم کرنا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ ا لہلاك میں سے ہے خزي الرجل يخزى خزيا اس کا مطلب ہے آدمی ھلاک ہونا اور کہا جاتا ہے کہ یہ من الحياء میں سے ہے خزي يخزى خزاية اس نے شرم کیا، اور کہا جاتا ہے خزيت فلانا - إذا استحييت منه، جب میں اس سے شرم کرتا ہوں۔ اور ابن سلام اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیںلا تخزوا الحور العين – أي لا تجعلوهن يستحيين منكم یعنی ان کو ایسا نہ بناو کہ وہ آپ سے شرم کریں، یہاں شرم کرنے کے معنی میں استعمال ہو چکا ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه : أتي النبي صلى الله عليه و سلم برجل قد شرب قال اضربوه . قال أبو هريرة فمنا الضارب بيده والضارب بنعله والضارب بثوبه فلما انصرف قال بعض القوم أخزاك الله (67) ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا جس نے شراب پیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو مارو ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم میں سے بعض اس کو ہاتھ سے مارنے والے تھے اور بعض جوتے سے اور بعض کپڑے سے پس جب وہ چلا گیا تو لوگوں میں سے بعض نے کہا اللہ تمہیں ذلیل کرلیں۔ سخت حیاء کے معنی بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ابو منصور ازھری فرماتے ہیں ومن الحياء مَمْدُودٌ : خَزِيَ يَخْزَى خَزَايَةً .ويقال : خَزِيتُ فُلَاناً _ إذا استحيَيْتَ منه، شدید حیاء کے وقت عرب کہتے ہیں خَزِيتُ فُلَاناً _ إذا استحيَيْتَ منه میں نے اس سے سخت حیاء کیا جب میں نے اس سے حیاء کیا۔ ابو منصور نے اس کی وضاحت کے لیے بطور دلیل ابن شجرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث لا کر فرماتے ہیں (ولا تُخْزُوا الْحُورَ الْعِينَ) (_ أي :لا تجعَلوهُنَّ يَسْتَحْيِينَ من فِعْلكُم وتقصيركم في الجهاد یعنی کہ آپ کی فعل اور جہاد میں آپ کی تقصیر کی وجہ سے انہیں ایسا نہ بناو کہ آپ سے شرم کریں۔

وقال الليث :رجلٌ خَزْيانٌ ، وامْرَأةٌ خَزْيَا .وهو الذي عَمِلَ أمراً قبيحاً ، فاشتدَّ لذلك حَياؤه وخَزَايَتُهُ . والجميع : الخَزَايَا .وفي الدُّعاء : اللّهُمّ احْشُرْنَا غير خزايا ولا نادمين - أي : غير مُسْتَحْيِين من أعمالنا، لیث فرماتے ہیں رجلٌ خَزْيانٌ ، وامْرَأةٌ خَزْيَا کہ بہت زیادہ شرم کرنے والا مرد اور بہت زیادہ شرم کرنے والی عورت، اور یہ وہ شخص ہے کہ اس نے ایک قبیح عمل کیا تو اس کی وجہ سے اس کا شرم بہت زیادہ ہو گیا اور اس کی جمع الخَزَايَا ہے۔ ابو منصور فرماتے ہیں کہ اس کے علاوہ نے کہا ہےوقال غيرُه :الْخِزْيُ :

الهَوَانُ ، وقد أخْزَاهُ الله _ أي :أهانه الله .کہ لْخِزْيُ بمعنی ذلت ہے اور کہتے ہیں أخْزَاهُ الله یعنی اللہ اسے ذلیل کردے۔رسوائی،بے عزتی اور بدنامی کے معنی میں اس کے استعمال کے بارے میں ابو منصور نے شمر کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں،وقال شَمِرٌ :قال بعضهم : أخزيته _ أي : فضَحْتُه .ومنه قولُ الله جلّ وعزّ حكايةً عن لُوطٍ . .أنه قال لقومه :) فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلاَ تُخْزُونِ فِي ضَيْفِيَ([68]) يقول : لا تفضحُوني .شمر فرماتے ہیں کہ بعض کہتے ہیں أخزيته یعنی میں نے اسے رسوا کیا اور اس سے اللہ جل جلالہ کا قول کہ لوط علیہ السلام نے اپنے قوم کو فرمایا کی مجھے میرے مہمانوں کے سامنے رسوا نہ کرے۔مصیبت اور آزمائش کے معنی میں بھی مستعمل ہے جیسا کہ ابو منصور فرماتے ہیں :قال : وخَزِي يَخْزَى خِزْياً _ إذا وقع في بَلِيّةٍ وشَرٍّ .ونحْوَ ذلك قال ابنُ السِّكِّيتِ-یعنی عرب کہتے ہیں وخَزِي يَخْزَى خِزْياً _ إذا وقع في بَلِيّةٍ وشَرٍّجب وہ کسی مصیبت اور آزمائش میں پڑ جاتے ہیں۔اور کہتے ہیں ابن سکیت بھی اس طرح فرماتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کی دیکھ بھال کرنا اور نگرانی کرنے کے معنی میں بھی مستعمل ہے جیسا کہ ابو منصور نقل کرتے ہیں ابو منصور عن الاصمعی سے فرماتے ہیں:خزا : أبو عبيد _ عن الأصمعيّ _ خَزَوْتُ الرجل میں نے آدمی کا دیکھ بھال کیا اور نگرانی کی . . أَخْزُوهُ خَزْواً _ إذا سُسْتُه .عرب یہ الفاظ اس موقع پر استعمال کرتے ہیں أَخْزُوهُ خَزْواً _ إذا سُسْتُه .جب وہ کسی کا دیکھ بھال اور نگرانی کرتے ہیں۔لبید شاعر کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں وأنشد قولَ لَبِيدٍ :وَاخْزُها بِالْبِرِّ لله الأَجَلْ کہ لبید نے کہا کہ اس (نفس) کی نگرانی اور خیال رکھو اللہ کی اطاعت میں،یعنی لبید نے بھی اس کو دیکھ بھال اور نگرانی کے معنی میں استعمال کیا۔

اسی طرح روکنے اور بازرکنے کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے اور لیث کا قول نقل کرتے ہویے فرماتے ہیں:وقال الليث :الْخَزوُ : كَفُّ النَّفْس عن هِمَّتِها،وصَبْرُهاعلى مُرِّ الْحَقّ .يقال : اخْزُ في طَاعَةِ الله نَفْسَك .دل کو کسی عزم اور ارادے سے روکنا اور باز رکھنا اور تلخ حقیقت پر اس کا قید اور پابند کرنا کہا جاتا ہے اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت میں پابند اور قید کرنا۔خوز : أبو العباس _ عن ابن الأعرابيّ _ :يقالُ : خَزَاهُ خزْواً ، وخَازَهُ خوْزاً _ إذاسَاسَه .ابو منصور فرماتے ہیں کہا اس سے خوز بھی آتا ہے اور ابو العباس عن الاعرابی سے نقل کرتے ہویے فرماتے ہیں کہ کہا جاتا ہے خَزَاهُ خزْواً ، وخَازَهُ خوْزاً _ إذاسَاسَه،جب اس کی نگرانی کرتے ہیں،یعنی خوز صیغہ بھی نگرانی کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔اسی طرح خلط ملط کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ ابو منصور فرماتے ہیں۔ويقال : وخزَهُ الْقَتِيرُ _ إذا شَمِطَ مَوَاضِعَ من لِحْيَتِه۔اسکے ساتھ سفید بال مل گیا،یعنی سفید بال سیاہ بال کے ساتھ خلط ملط ہو گیا،جب بڑھاپے کی سفید بال اس کے داڑھی کے

جگہوں سے مل جائے،. قال : وإذا دُعِيَ القوْمُ إلى طعام فجاءُوا أربعةً أربعةً قالوا:جاءُوا وَخْزاً وَخْزاً .([69])الگ لگ چار چار گروہ ہونے کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں کہ عرب کہتے ہیں قالوا :جاءُوا وَخْزاً وَخْزاً وإذا دُعِيَ القوْمُ إلى طعام فجاءُوا أربعةً أربعةً جب وہ کسی قوم کو طعام کے لیے دعوت دی جاتی ہے تو وہ چار چار آتے ہیں، یعنی چار چار الگ الگ گروہوں میں آتے ہیں۔

مشکاۃ المصابیح (کتاب الایمان، فصل اول) میں وارد غریب الحدیث "ندامی" کا تحقیقی جائزہ:

ابن منظور افریقی نے ندامی کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیںنَدِمَ على الشيء ونَدِمَ على ما فعل نَدَماً ونَدامةً وتَنَدَّمَ أَسِفَ ورجل نادِمٌ سادِمٌ ونَدْمانُ سَدْمانُ أَي نادِمٌ مُهْتمٌّ والمرأَة نَدْمانةٌ والنسوة نَدامَى وجمعُ النَّدِيم نِدامٌ وجمع النِّدامِ نَدامَى وفي الحديث مَرْحَباً بالقوم غيرَ خَزايا ولا نَدامى أَي نادِمِينَ النَّدامى جمع نَدْمانٍ وهو النَّدِيمُ الذي يُرافِقُك ويُشارِبُك ويقال المُنادَمةُ مقلوبةٌ من المُدامَنةِ لأَنه يُدْمِنُ شُرْبَ الشراب مع نَدِيمه والتَّنَدُّم أَن يَتَّبع الإِنسان أَمراً نَدَماً([70]) عرب کسی چیز یا کسی کام پر شرمندہ اور رنجیدہ ہونے کے وقت ندِمَ على الشيء ونَدِمَ على ما فعل نَدَماً ونَدامةً وتَنَدَّمَ أَسِفَ یعنی وہ شرمندہ ہوا کسی چیز پر اور کسی کام پر شرمندہ ہوا اور اس سے نَدَماًاور نَدامةً مصادر آتے ہیں اور اسی طرح تنَدَّمَ أَسِفَ یعنی وہ شرمندہ ہوا اور افسوس کیا اور اس سے ثلاثی مزید آتا ہے اور جب کوئی پشیمان اور غمناک ہو تو کہتے ہیں تنَدَّمَ اور اس کی صفت لاتے ہیں تو کہا جاتا ہے رجل نادِمٌ سادِمٌ (غمناک و پشیمان)ونَدْمانُ سَدْمانُ أَي نادِمٌ مُهْتمٌّ یعنی رجل نادِمٌ پشیمان و مغموم آدمی۔ اور عورت کے لیے کہتے ہیں المرأَة نَدْمانةٌ اور مراۃ کی جمع کے لیے صفت اس طرح آتا ہے نسوة نَدامَى اور فرماتے ہیں وجمعُ النَّدِيم نِدامٌ وجمع النِّدامِ نَدامَى ندیم کی جمع ندام اور ندام کی جمع ندامی ہے اور حدیث میں اس طرح آتا ہے وفي الحديث مَرْحَباً بالقوم غيرَ خَزايا ولا نَدامى أَي نادِمِينَ آپ ﷺ نے فرمایا وفد اور قوم کی بغیر شرمندگی اور پشیمانی کے خوش آمدید، ندامی کا معنی کرتے ہوئے فرماتے ہیں یعنی پشیمان اور پچھتانے والے۔ ہم نشین، رفیق اور ہم نوالہ کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ ابن منظور فرماتے ہیں النَّدامی، نَدْمانٍ کی جمع بھی آتا ہے (اور یہ صفت مشبہ ہے) اور یہ وہ ندیم ہے جو آپ کا ساتھی، ہم نشین اور ہم لقمہ اور ہم نوالہ ہو۔

مواظبت کے معنی میں بھی مستعمل ہے جیسا کہ ابن منظور فرماتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ المُنادَمةُ یہ المُدامَنةِ سے مقلوب ہے کیونکہ شراب پینے پر اپنے رفیق کے ساتھ مواظبت اختیار کرتا ہے، اور التَّنَدُّم کا مطلب

یہ کہ انسان ایک ایسی چیز کی تابع داری کرے کہ جو باعث ندامت اور شرمندگی ہو۔ قرآن پاک میں اسم فاعل جمع سالم نَادِمِینَ کے معنی میں اس طرح استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں،یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ [71]اے وہ لوگوں جو ایمان لایے ہو اگر لایے تمھارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر تو تحقیق کر لیا کرو(اس کی) کہ کہیں تم تکلیف(نہ) پہنچاؤ کسی قوم کو نادانی میں پھر تم ہو جاؤ اس پر جو کچھ تم نے کیا نادم۔ اللہ جل جلالہ قرآن پاک میں ایک اور جگہ فرماتے ہیںيَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَى مَا أَسَرُّوا فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ [72] اور کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں(اس سے) کہ ہم پہنچے کوئی مصیبت قریب ہے اللہ یہ کہ (جلد ہی) لے آیے فتح یا کوئی اور حکم اپنی طرف سے پھر وہ ہو جائیں اس پر جو وہ چھپاتے تھے اپنے نفسوں میں پچھتانے والے۔قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ [73]اس (اللہ) نے کہا تھوڑے سے عرصے میں یقیناوہ ہو جائیں گے پچھتانے والے۔فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ [74]پھر انہوں نے اس ٹانگیں کاٹ ڈالیں پھر وہ ہو گئے سخت نادم۔ امام احمد بن حنبل نے جو روایت نقل کیا ہے اس میں الندم سے توبہ مراد لیا گیا ہے اور توبہ میں بھی پشیمانی کا معنی پایا جاتا ہے جب کوئی کسی گناہ پر ندامت اختیار کرتا ہے تو اللہ کے سامنے شرمندگی اختیار کرتا ہے،وہ یہ ہےعن عبد الله بن معقل ان أباه معقل بن مقرن المزني قال لابن مسعود أسمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول : الندم توبة قال نعم[75]معقل بن مقرن مزنی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ سے فرمایا کہ کیا تم نے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہوئے سنا کہ الندم توبة تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایاہاں۔ اسی طرح طبرانی نے بھی ایک روایت نقل کیا ہے اور اس میں بھی ندم کی وضاحت کچھ یوں ہے۔عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم ما خاب من استخار ولا ندم من استشار ولا عال من اقتصد[76]انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ناکام نہیں ہو گا جس نے استخارہ کیا اور وہ شخص پشیمان نہیں ہو گا جس نے مشورہ کیا اور وہ شخص جس نے میانہ روی اختیار کی۔یعنی وہ شخص جس نے مشورہ کیا وہ ندامت کا سامنا نہیں کرے گا۔اسی طرح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ کی روایت میں بھی ندامت پر مشتمل ایک روایت ہے وہ یہ ہے۔عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : كَانَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ أَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ وَلَحِقَ بِالشِّرْكِ ، ثُمَّ ندم فَأَرْسَلَ إِلَى قَوْمِهِ ، سَلُوا لِي رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم : هَلْ لِي مِنْ تَوْبَةٍ فَجَاءَ قَوْمُهُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالُوا : إِنَّ فُلاَنًا نَدِمَ وَإِنَّهُ أَمَرَنَا أَنْ نَسْأَلَكَ : هَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ ؟ فَنَزَلَتْ : {كَيْفَ

يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ} إِلَى قَوْلِهِ {غَفُورٌ رَحِيمٌ} فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَأَسْلَمَ.(77)اس میں یہ ہے کی انصار میں سے ایک شخص مرتد ہو گیا تھا اور اس پر بعد میں پشیمان ہو گیا تھا اور توبہ طلب کر رہا تھا کہ کیا میرے لیے کوئی توبہ ہے ؟تو اس کی قوم رسول ﷺ کے پاس آیا اور انہوں کہا کہ فلاں آدمی پشیمان ہو گیا ہے اور ہمیں حکم کیا کہ ہم سوال کرے کیا اس کے لیے کوئی توبہ ہے ؟۔

اس میں اثر اور علامت کا معنی بھی پایا جاتا ہےقال أبو سليمان في حديث عمر أنه قال إياكم ورضاع السوء فإنه لا بد من أن يتندم يوما ما قوله يتندم أي يظهر أثره والندم الأثر وأرى الأصل فيه الندب وهو الأثر (78)ابو سلیمان خطابی عمر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم برائی کو پالنے سے بچو کیونکہ وہ ضرور ایک نہ ایک دن اس کا اثر ظاہر ہو گی، آپ کا قول يتندم یعنی اس کا اثر ظاہر ہو گا اور الندم الأثر کا مطلب ہے کہ ندم کا معنی اثر ہے۔اس سے متعلق مزید وضاحت ابن الاثیر نے کچھ یوں کیا ہے،وفي حديث عمر [إياكم ورَضاعَ السُّوءِ فإنه لا بُدَّ من أن يَنْتَدِمَ (في الفائق 3 / 78 : [يندم]) يوماً [أي يظهَر أثرُه . والنَّدَم : الأثَر وهو مِثل النَّدَب . والباء والميم يتبادلان،وذكره الزمخشري بسكون الدال من النَّدْم : وهو الغَمّ اللازم إذ يَنْدَم صاحبُه لما يعثر عليه من سوء آثاره(79)۔ابن الاثیر مندرجہ بالا عمر رضی اللہ عنہ کا قول بحوالہ زمخشری نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ الندم کا معنی اثر ہے اور یہ الندب کی طرح ہے اور الباء اور المیم باہمی تبدیل ہوتے ہیں،یعنی ان (النَّدَم،النَّدَب) میں میم اور باء ایک دوسرے کی جگہ استعمال کیے جاتے ہیں۔ان الاثیر الجزري نے زمخشري کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ زمخشري نے الندم بسکون دال کے ساتھ ذکر کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ یہ یقینی رنج ہے جب اس پر اس کے بد آثار ظاہر ہو جاے تو اس وقت مغموم پشیمان ہو جاتا ہے۔

مشکاۃ المصابیح (کتاب الایمان، فصل اول) میں وارد غریب الحدیث "الحنتم" کا تحقیقی جائزہ:

ابن منظور افریقی فرماتے ہیں،الحَنْتَم جِرارٌ خُضْرٌ تَضرب إِلى الحمرة والحَنْتَمُ سحاب وقيل سحاب سود والحَناتم سَحائب سود لأَن السواد عندهم خضرة وأَصل الحَنْتَمِ الخضرة والخضرة قريبة من السواد وفي النهاية الحَنْتَمُ جرار مدهونة خضر كانت تُحْمَلُ الخمرُ فيها إِلى المدينة ثم اتُّسِعَ فيها فقيل للخَزَف كلِّه حَنْتم واحدتها حَنْتَمةٌ وإِنما نهى عن الانتباذ فيها لأَنها تُسْرِعُ الشدةُ فيها لأَجل دهنها وقيل لأَنها كانت تُعْمل من طين يعجن بالدم والشعر (80)ابن منظور افریقی فرماتے ہیں الحَنْتَم سبز مٹکا ہے جو سرخی کی طرف مائل ہوتا ہے،اور الحَنْتَمِ بادل ہے اور کہا گیا ہے کہ الحَنْتَمِ کالی بادل کو کہا جاتا ہے الحَناتم کالے بادل کو کہا جاتا ہے ان کے ہاں سیاہ رنگ سبز ہوتا ہے الحَنْتَمِ

کا اصل سبز ہے اور سبز رنگ سیاہ کے قریب ہوتا ہے۔ ابن منظور افریقی فرماتے ہیں کہ النہایہ میں ہے کہ الحَنْتَمِ روغن کیا ہوا سبز مٹکا ہے مدینہ کو اس میں شراب لایا جاتا تھا پھر اس میں توسع پیدا ہو گیا پس پھر ہر مٹی سے بنی ہوئی گھڑے کو کہا گیا، اس کا واحد حَنْتَمةٌ ہے اور اس میں صرف شراب بننے سے منع کیا گیا کیونکہ اس کی روغن کی وجہ سے اس میں شدت تیزی سے آتی ہے، اور کہا گیا ہے کہ خون اور بال سے گوندھا ہوا مٹی سے بنایا جاتا تھا۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بنُ عُمَرَ عَنِ ابنِ نُمَيْرٍ عَنِ الصَّلْتِ : سَأَلْتُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الحَنْتَمِ قَالَ : جِرَارٌ حُمْرٌ مُقَيَّرَةٌ يُؤْتَى بِهَا مِنَ الشَّامِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بنُ مُفَضَّلٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الخَالِقِ قُلْتُ لِسَعِيدٍ / مَا الحَنْتَمَةُ ؟ قَالَ : الجَرَّةُ الخَضْرَاءُ([81])الحربی فرماتے ہیں کہ صلت رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابراہیم رحمہ اللہ سے الحنتم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ روغن یا تارکول ملا ہوا سرخ رنگ کا مٹکا ہے انہیں شام سے لایا جاتا تھا، مزید فرماتے ہیں کہ مجھے عبد الخالق نے خبر دی کہ میں نے سعد سے پوچھا الحنتم کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا یہ سبز مٹکا ہے۔ وأما الحنتم فجرار خضر كانت تحمل إلينا فيها الخمر([82]) القاسم بن سلام فرماتے ہیں ہر چہ الحنتم ہے تو وہ مٹکا ہے اس میں ہمارے لیے شراب لائی جاتی تھی۔ اسی طرح معنی کے ابن جوزی بھی قائل ہیں اور حدیث بطور استشہاد نقل کر کے فرماتے ہیں۔ نہى عَنِ الحَنْتَمِ وهي جَرارٌ خُضْرٌ كان يُحْمَلُ فيها إلى المدينة الخُمرُ ([83]) نبی علیہ السلام نے الحنتم سے منع کیا اور وہ سبز مٹکا ہے جس میں ہمارے لیے مدینہ کو شراب لائی جاتی تھی۔

وقال الليث : الحَنْتَمُ من الجِرارِ الخُضْر وما تضرِب لونه إلى الحمرة . قال : والحَنْتَمُ : سحاب . وفي الحديث أن النبي (صلى الله عليه وسلم) نهى عن الدُّبَّاء والحَنْتَم . قال أبو عبيد هي جِرار حُمْرٌ كانت تُحمَلُ إلى المدينة فيها الخمر . قلت : وقيل للسحاب حَنْتُمٌ وحَنَاتِمُ لامتلائها من الماء ، شُبهت بحَنَاتِمِ الجِرارِ المملوءة .([84]) لیث رحمہ اللہ فرماتے ہیں الحَنْتَمُ سبز مٹکا ہے اور اس کا رنگ سرخی کی طرف مائل ہوتا ہے انہوں نے فرمایا کہ الحَنْتَمُ کا معنی بادل بھی ہے اور حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے الدُّبَّاء اور الحَنْتَمُ سے منع فرمایا ابو عبید نے فرمایا کہ یہ (الحَنْتَمُ) سرخ مٹکا ہے جس میں مدینہ کو شراب لائی جاتی ۔ میں نے کہا کہ بادل کو اس کی بھرے ہوئے ہونے کی وجہ سے بھی حَنْتُمٌ اور حَنَاتِمُ کہا جاتا ہے سحاب (بادل) کی تشبیہ بھرے ہوئے مٹکے سے کیا گیا ہے۔ امام الرازی فرماتے ہیں الحَنْتَمُ الجرة الخضراء([85]) الحَنْتَمُ سبز مٹکا ہے۔ الحَنْتَمُ : شَجَرُ الحَنْظَلِ ، والجِرَارُ الخُضْرُ . وما يُضْرِبُ به لَوْنُه إلى الحُمْرَة . والسَّحَابُ([86]) الصاحب عباد فرماتے ہیں کہ الحَنْتَمُ اندرائن کا درخت (جس کا پھل نارنگی جیسا ہے

مگر اندر سے انتہائی تلخ ہوتا ہے) ہے اور سبز مٹکا ہے اور اس کا رنگ سرخی کی طرف مائل ہوتا ہے اور بادل کو بھی کہا جاتا ہے۔

زاذان قال سألت عبد الله بن عمر قلت : حدثني بشيء سمعته من رسول الله صلى الله عليه و سلم في الأوعية وفسره قال نهى رسول الله صلى الله عليه و سلم عن الحنتم وهو الذي تسمونه أنتم الجرة ونهى عن الدباء وهو الذي تسمونه القرع ونهى عن النقير وهي النخلة تنقرونها ونهى عن المزفت وهو المقير[87] زاذان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر سے پوچھا مجھے خبر دو اس کی جو آپ نے برتن اور اس کی تفسیر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو تو آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے الحنتم سے منع فرمایا اور یہ وہ چیز ہے جس کا نام آپ مٹکا رکھتے ہیں اور الدباء سے منع کیا اور یہ وہ چیز ہے جسے آپ کدو کا نام رکھتے ہیں اور النقیر (پیالہ نما گڑھا کی ہوئی لکڑی جس میں کھجور کی شراب بنائی جاتی ہے یا بھری جاتی ہے) سے منع کیا اور یہ (النقیر) کھجور کا درخت ہے جس میں تم گڑھا بناتے اور المزفت (تارکول سے ملا ہوا برتن) سے منع فرمایا اور یہ المقیر (سیاہ روغن کیا ہوا برتن) ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی الْحَنْتَمِ کی وضاحت کی جاتی ہے عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَيْمٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَنْتَمِ ، قُلْتُ : مَا الْحَنْتَمُ ؟ قَالَ : الْجَرُّ[88] جبلہ بن سحیم عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے الْحَنْتَمِ سے منع فرمایا تو میں نے کہا الْحَنْتَمِ کیا ہے تو انہوں نے فرمایا الْجَرّ یعنی مٹکا۔ اور اسی طرح ایک اور حدیث میں بھی اس کی وضاحت کی جاتی ہے۔«نهى النبي صلّى اللّه عليه وسلم عن النبيذ في الحنتم وهي الجرّة والدباء وهي القرعة[89] نبی ﷺ نے الحنتم میں شراب بنانے سے منع فرمایا اور وہ الجرّۃ (مٹکا) ہے اور الدباء سے اور وہ القرعۃ (کدو) ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان چیزوں کے بارے جن میں پینے سے منع فرمایا گیا ہے، عن ابن عباس، أن وفد عبد القيس، أتوا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأمرهم بأربع، ونهاهم عن أربع: " نهاهم عن الشرب في الحنتم، والدباء، والنقير، والمزفت.[90] ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد القیس کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے ان کو منع فرمایا اور الْحَنْتَمِ ، وَالدُّبَّاءِ، النَّقِيرِ اورلمزفت میں پینے سے منع فرمایا۔

مشکاۃ المصابیح (کتاب الایمان، فصل اول) میں وارد غریب الحدیث "الدباء" کا تحقیقی جائزہ:

ابن منظور افریقی فرماتے ہیں والدُّبَّاءُ القَرْعُ على وزن المُكَّاءِ واحِدته دُبَّاءَةٌ وفي الحديث عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن الدُّبَّاء والحَنْتَمِ والنَّقِيرِ وهو أَوعية كانوا يَنْتَبِذُون فيها

وضَرِيَت فكان النَّبيذُ فيها يغلي سريعاً ويُسْكِر فنهاهم عن الانْتِباذ فيها ثم رَخَّص صلى الله عليه وسلم في الانْتِباذ فيها بشرط أَن يشربوا ما فيها وهو غير مسكر وتحريم الانتباذ في هذه الظروف كان في صدر الإسلام ثم نسخ وهو المذهب ووزن الدُّبَّاء فُعَّال ولامُه همزة لأَنه لم يُعْرف انْقلاب لامهِ عن واو أو ياء قاله الزمخشري قال ابن الأَثير وأَخرجه الهروي في دبب على أَن الهمزة زائدة وأَخرجه الجوهري في المعتل على أَن همزته منقلبة [91] ابن منظور افریقی فرماتے ہیں کہ الدُّبَّاءُ قرع یعنی کدو ہے اور المُكَّاءِ وزن پر ہے اور اس کا واحد دُبَّاءَةٌ ہے۔ الزمخشری کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ الدُّبَّاء کا وزن فعال ہے اور اس کا لام ہمزہ ہے کیونکہ اس کے لام کا واو یا یاء سے اس کی تبدیلی معلوم نہیں ابن اثیر فرماتے ہیں اور الھروی نے اس کی تخریج دبب میں کرکے کہ ہمزہ اس میں زائد ہے، اور الجوھری نے اس کی تخریج معتل میں کیا ہے کہ اس کا ہمزہ تبدیل ہو چکا ہے۔ اور حدیث میں نبی ﷺ سے ہے کہ نبی ﷺ نے الدُّبَّاء والحَنْتَمِ کہ یہ برتن تھے ان میں وہ شراب بناتے تھے اور جب سخت ہو جاتے تو نبیذ (انگور یا کھجور وغیرہ سے بنائی ہوئی نشہ آور شراب) اس میں تیزی سے جوش مارتے اور نشہ آور ہو جاتے تو آپ ﷺ نے انہیں شراب بنانے سے منع فرمایا پھر ان میں شراب بنانے کی رخصت دی گئی اس شرط پر کہ ان میں وہ چیز جو یہ پیتے ہیں نشہ آور نہ ہو، اور ان برتنوں میں شراب بنانے سے منع ہونا اسلام کی ابتداء میں تھی پھر یہ حکم منسوخ کیا گیا۔

ابن جوزی رحمہ اللہ نے الدباء کی وضاحت کرنے کے لیے لیث رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں، قال الليث : الدُّبَّاءُ القَرْعُ الواحدة دُبَّاءَةٌ لیث رحمہ اللہ نے فرمایا الدُّبَّاءُ قرع (کدو) ہے اور اس کا واحد دُبَّاءَةٌ ہے، اور فرماتے ہیں کہ وفي الحديث عن النبي (صلى الله عليه وسلم) أنه نهى عن الدُّبَّاء والحنْتَم والنّقِير وهي أوعية كانوا ينتبذون فيها وضَرِيَتْ فكان النبيذُ يغلى فيها سريعاً ويُسْكِر فنهاهم عن الانتِبَاذِ [92] حدیث میں نبی ﷺ سے نقل ہے کہ انہوں نے کدو، مٹکے اور پیالہ نما گڑھا سے منع کیا اور فرماتے ہیں کہ یہ برتن تھے ان میں وہ شراب بناتے تھے اور جب سخت ہو جاتے تو نبیذ (انگور یا کھجور وغیرہ سے بنائی ہوئی نشہ آور شراب) اس میں تیزی سے جوش مارتے اور نشہ آور ہو جاتے تو آپ ﷺ نے انہیں شراب بنانے سے منع فرمایا۔

اسی طرح حدیث میں اس کی وضاحت کچھ یوں کی جاتی ہے، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، قَالَ : سَمِعْتُ زَاذَانَ ، يَقُولُ : سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَمَّا نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الأَوْعِيَةِ ، وَأَخْبِرْنَاهُ بِلُغَتِكُمْ وَفَسِّرْهُ لَنَا بِلُغَتِنَا ، فَقَالَ : نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الحَنْتَمَةِ وَهِيَ الجَرَّةُ ، وَنَهَى عَنِ الدُّبَّاءِ وَهِيَ القَرْعَةُ، وَنَهَى عَنِ النَّقِيرِ وَهُوَ أَصْلُ النَّخْلِ يُنْقَرُ نَقْرًا أَوْ يُنْسَحُ

نَسْحًا ، وَنَهَى عَنِ الْمُزَفَّتِ وَهِيَ الْمُقَيَّرُ.(93)زاذان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ان برتنوں کے بارے میں پوچھا جن سے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا اور اپنی لغت میں اس کے بارے میں خبر دو اور ہماری لغت میں اس کی وضاحت کرو تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے الحَنْتَمَةِ سے منع فرمایا اور وہ مٹکا ہے اور منع فرمایا الدُّبَّاءِ سے اور وہ کدو ہے اور منع فرمایا النَّقِيرِ سے اور وہ اصل میں کھجور کا درخت ہے جس میں گڑھا بنایا جاتا یا کریدا جاتا تھا اور الْمُزَفَّتِ سے منع فرمایا اور وہ روغن کیا ہوا برتن ہے۔عن ثمامة بن حزن، قال:لقيت عائشة ، فسألتها عن النبيذ،فقالت:« نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الدباء والمزفت والنقير والحنتم»(94) ثمامہ بن حزن سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبیذ کے بارے میں پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمائی رسول اللہ ﷺ نے الدباء، المزفت، النقیر اور الحنتم سے منع فرمایا۔اس حدیث میں ان چیزوں سے منع فرمایا گیا ہے جن میں شراب بنائی جاتی تھیں۔

مشکاۃ المصابیح (کتاب الایمان، فصل اول) میں وارد غریب الحدیث "**النقير**" کا تحقیقی جائزہ:

قرآن میں النقير تھوڑی سی چیز کو بتانے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں، ولا يُظْلَمُونَ نَقِيرا(95)، ان پر ذرا برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا، ایک دوسری جگہ میں اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لاَّ يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا کیا ان کے لیے بادشاہی میں سے کوئی حصہ ہے (اگر ہوتا) تو اس وقت لوگوں کو ذرا برابر بھی نہیں دیتا(96) اور اس سے نقر ہے اور حدیث میں نَقْرَةِ لفظ آیا ہے چونچ مارنے اور ٹھونگ مارنے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے، جیسا کہ عبد الرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے عن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ:نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ وَأَنْ يُوَطِّنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا يُوطِنُ البعِيرُ(97)عبد الرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوے کی (طرح) ٹھونگ مارنے سے (یعنی عجلت سے سجدہ کرنے سے) اور بھیڑیا کی طرح پھیلانے سے (یعنی زمین پر دونوں بازوں کو پھیلانے سے) اور یہ کہ آدمی مسجد میں رہائش اختیار کرے جس طرح ونٹ رہائش اختیار کرتا ہے۔عون المعبود میں اس کی تشریح یوں بیان کی جاتی ہے۔(عَنْ نَقْرَة الْغُرَاب): بِفَتْحِ النُّون يُرِيد الْمُبَالَغَة فِي تَخْفِيف السُّجُود وَأَنَّهُ لَا يَمْكُث فِيهِ إِلَّا قَدْر وَضْع الْغُرَاب مِنْقَاره فِيمَا يُرِيد أَكْله . وَقَالَ الْخَطَّابِيُّ : هِيَ أَنْ لَا يَتَمَكَّن الرَّجُل مِنْ السُّجُود فَيَضَع جَبْهَته عَلَى الْأَرْض حَتَّى يَطْمَئِنّ سَاجِدًا ، فَإِنَّمَا هُوَ أَنْ يَمَسّ بِجَبْهَتِهِ فَيَضَع

جَبْهَته عَلَى الْأَرْض حَتَّى يَطْمَئِنّ سَاجِدًا ، فَإِنَّمَا هُوَ أَنْ يَمَسّ بِجَبْهَتِهِ أَوْ بِأَنْفِهِ الْأَرْض كَنَقْرَةِ الطَّائِر ثُمَّ يَرْفَعهُ (98) عظیم آبادی اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں نون پر فتحہ سجدوں میں تخفیف کے لیے مبالغۃ لایا گیا ہے اور یہ کہ سجدوں میں نہیں ٹھرتا ہے مگر چونچ رکھنے کے اندازے کے مطابق جس میں وہ اپنے کھانے کا ارادہ رکھتا ہے اور خطابی فرماتے ہیں کہ یہ ایسا ہے کہ آدمی سجدہ کرنے پر قابو نہیں پاتا ہے کہ زمین پر اپنی پیشانی اس طرح رکھے کہ مطمئن ہو جائے، تو وہ اپنی پیشانی یا اپنی ناک سے زمین کو اس طرح مسح کرتا ہے جیسا کہ پرندے کی ٹھونگ پھر اس کو اوپر کرتا ہے۔

تحقیق: کے معنی میں بھی استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ حدیث عمر رضی اللہ میں ہے وفي حديث عمر [مَتَى ما يَكْثُر حَمَلةُ القرآن يُنَقِّروا ومتى ما يُنَقِّروا يَخْتلفوا] التَّنْقِير : التَّفْتيش . ورجلٌ نَقَّارٌ ،[فَنَقَّر عنه] أي بَحث واسْتَقْصَى،،ومنه حديث ابن المسيّب [بلَغه قولُ عِكْرِمةَ في الحِين أنه ستَّة أشهُر فقال : انتَقَرها عكْرِمة] أي اسْتَنْبَطَها من القرآن . والنَّقْر : البَحْث، [فأمَر بنُقْرةٍ من نُحَاسٍ فأُحْمِيتْ] النُّقْرة : قِدْرٌ يُسَخَّن فيها الماء وغيرُه . وقيل : هو بالباء الموحدة، (99) حدیث عمر رضی اللہ کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں، کبھی زیادہ حامل القرآن تحقیق کرتے ہیں اور کبھی جو وہ تحقیق کرتے ہیں اختلاف کرتے ہیں۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ التَّنْقِير کا معنی تفتیش کے ہیں اور عرب کہتے ہیں ورجلٌ نَقَّارٌ ومُنَقِّر یعنی محقق آدمی اور محقق، مزید فرماتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ [فَنَقَّر عنه] أي بَحث واسْتَقْصَى یعنی تحقیق اور تفتیش کی۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ حدیث سعید بن المسیب میں ہے کہ آپ کو الحِين کے بارے میں عکرمہ کا قول پہنچا کہ یہ سات مہینے ہیں تو آپ (سعید بن المسیب) رحمہ اللہ نے فرمایا انتقَرها عكْرِمة یعنی اس کا استنباط قرآن سے کیا اور النَّقْر کا معنی تحقیق ہے۔ ابن الاثیر نے اس حدیث [فأمَر بنُقْرةٍ من نُحَاسٍ فأُحْمِيتْ] کو نقل کر کے اس کے بعد النُّقْرة کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نقرۃ دیگ ہے جس میں پانی وغیرہ گرم کیا جاتا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ یہ باء کے ساتھ واحد ہے۔

ماشطۃ بنت فرعون کے قصے میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل ہے اس میں نُقْرَةٍ لفظ مستعمل ہے جیسا کہ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ : يَا فُلانَةُ ، أَلَكِ رَبٌّ غَيْرِي ؟ قَالَتْ : نَعَمْ ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّهُ ، فَأَمَرَ بِنُقْرَةٍ مِنْ نُحَاسٍ فَأُحْمِيَتْ ، ثُمَّ أَخَذَ أَوْلادُهَا يُلْقَوْنَ فِيهَا وَاحِدًا وَاحِدًا (100) عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے لمبی حدیث نقل ہے لیکن اس میں سے مختصر حصے میں جو الفاظ نقل ہیں وہ یہ ہیں کہ فرعون نے کہا یا فلانی (ماشط بنت فرعون) کیا آپ کے لیے میرے علاوہ کوئی رب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا ہاں میرا اور تیرا رب اللہ

تو آپ (فرعون) نے تانبے سے بنے ہوئے دیگ کا حکم دیا پس گرم کیا گیا پھر اس میں آپ کی اولاد کو اٹھایا جاتا اور اس میں ایک ایک ڈالا جاتا۔

والنقير بفتح النون وكسر القاف أصل النخلة ينقر فيتخذ منه وعاء(101)ابن حجر رحمہ اللہ النقیر کے معنی کی وضاحت کرے ہوئے فرماتے ہیں النقیر نون زبر اور قاف زیر کے ساتھ کھجور کی جڑ ہے جو کریدا جاتا ہے پھر اس سے برتن بنایا جاتا ہے۔ ابن حجر رحمہ اللہ مزید فرماے ہیں، أخرج مسلم من طريق زاذان قال سألت بن عمر عن الأوعية فقلت أخبرناه بلغتكم وفسره لنا بلغتنا فقال نهى رسول الله صلى الله عليه و سلم عن الحنتمة وهي الجرة وعن الدباء وهي القرعة وعن النقير وهي أصل النخلة تنقر نقرا وعن المزفت وهو المقير(102)ابن حجر رحمہ اللہ فرماے ہیں، امام مسلم نے زاذان کے طریق سے تخریج کیا، زاذان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ان برتنوں کے بارے میں پوچھا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور اپنی لغت میں اس کے بارے میں خبر دو اور ہماری لغت میں اس کی وضاحت کرو تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الحَنْتَمَةِ سے منع فرمایا اور وہ مٹکا ہے اور منع فرمایا الدُّبَّاءِ سے اور وہ کدو ہے اور منع فرمایا النَّقِيرِ سے اور وہ اصل میں کھجور کا درخت ہے جس میں گڑھا بنایا جاتا یا کریدا جاتا تھا اور الْمُزَفَّتِ سے منع فرمایا اور وہ روغن کیا ہوا برتن ہے۔

ابن جوزی رحمہ اللہ نے اس کو استنباط کے معنی میں نقل کیا ہے جیسا کہ فرماتے ہیں قال بعضهم في فَتْوَى أفْتَى بها عِكْرَمَةَ انْتَقَرَها عِكْرَمَةُ وهذا يحمل معنيين أن أراد التصديقَ له فمعناه اسْتَنْبَطَها من القُرْآنِ والنَّقْرُ البَحْثُ وإِن أراد التَّكْذيب له فمعناه أفتى بها من قِبَلِ نفسه واخْتُصَّ بها،والنُقْرَة حُفْرَةٌ يُسْتَنْقَعُ فيها الماء۔(103)ابن جوزی فرماتے ہیں کہ بعض نے فتوی کے بارے میں کہا کہ فرماتے ہیں أفْتَى بها عِكْرَمَةَ انْتَقَرَها عِكْرَمَةُ عکرمہ نے اس کے بارے میں فتوی دیا اور عکرمہ نے ۔یہ دو معنوں کا احتمال رکھتا ہے اگر اس فتوے کی تصدیق مقصود ہو تو اس کا معنی یہ ہے کہ آپ نے قرآن سے اس کا استنباط کیا ہے اور النَّقْرُ کا مطلب بحث ہے اور اگر اس کا ارادی اس کی تکذیب کی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ (عکرمہ رحمہ اللہ) نے اپنی طرف سے فتوی دیا ہے اور اسے اس کی تخصیص کیا ہے۔ ابن جوزی مزید فرماتے ہیں والنُقْرَة حُفْرَةٌ يُسْتَنْقَعُ فيها الماء، النُقْرَة گڑھا ہے جس میں پانی زیادہ عرصے کے لیے اکٹھا رہنے سے بدل جاتا ہے۔

ابو نعیم اصبھانی نے اس کی وضاحت کے لیے یہ روایت لایا ہے، أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ أَخْبَرَهُ , أَنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالُوا : يَا نَبِيَّ اللَّهِ ، جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاكَ ، مَاذَا يَصْلُحُ لَنَا

مِنَ الأَشْرِبَةِ ؟ قَالَ : لا تَشْرَبُوا فِي النَّقِيرِ ، قَالُوا : يَا نَبِيَّ اللَّهِ ، جَعَلَنَا اللَّهُ فِدَاكَ ، أَوَتَدْرِي مَا النَّقِيرُ ؟ قَالَ : نَعَمْ ، الْجِذْعُ يُنْقَرُ وَسَطُهُ -(104)ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبد القیس کا وفد نبی ﷺ کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا اے اللہ کے نبی ﷺ اللہ نے ہمیں آپ پر قربان بنایا تو ہمارے لیے مشروبات کی چیزوں میں سے کونسی چیزیں صحیح ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا النَّقِيرُ میں پانی نہ پییں تو انہوں نے فرمایا اے اللہ کے نبی ﷺ اللہ نے ہمیں آپ پر قربان بنایا کیا آپ کو پتہ ہے کہ النَّقِيرُ کیا ہے تو انہوں نے فرمایا ہاں یہ جڑ ہے جس کے درمیان کرید ا جاتا ہے۔

القاسم بن سلام نے اس لفظ کو اس ایت کی وضاحت میں {وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمَ} چھوڑنے کے معنی میں محمد بن عمرو سے نقل کی ہے جیسا کہ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ : قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ هَذِهِ الآيَةَ : {وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمَ}(105) فَقَالَ : مَا كَانَ اللَّهُ لِيُنْقِرَ عَنْ قَاتِلِ الْمُؤْمِنِ قَالَ الأَنْصَارِيُّ : فَقُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو : وَمَا يُنْقِرُ عَنْهُ ؟ قَالَ : يُمْسِكُ عَنْهُ حَتَّى يُهْلِكَهُ. (106)ابو سلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس ایت کو پڑھا وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمَ توفرمایا مَا كَانَ اللَّهُ لِيُنْقِرَ عَنْ قَاتِلِ الْمُؤْمِنِ تو محمد بن عبد اللہ انصاری نے محمد بن عمرو کو کہا کہ يُنْقِرُ عَنْهُ کیا چیز ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑے گا یہاں تک کہ اسے ہلاک کر ڈالے۔

الزِّفْتُ بالكسر كالقِيرِ وقيل الزِّفْتُ القَار وِعاءٌ مُزَفَّتٌ وجَرَّةٌ مزَفَّتة مَطْلِيَّة بالزِّفْتِ ويقال لبعض أَوعية الخمر المُزَفَّتُ وهو المُقَيَّر ونهى النبي صلى الله عليه وسلم عن هذا الوِعاءِ المُزَفَّتِ أَن يُنْتَبذ فيه كما ورد في الحديث أنه نهى عن المُزَفَّتِ من الأَوعية **قال** هو الإِناءُ الذي طُلِيَ بالزِّفْتِ وهو نوع من القار ثم انْتُبِذ فيه والزِّفْت غير القِيرِ الذي تُقَيَّر به السُّفُن إنما هو شيء أَسْوَدُ أَيضاً تُمَتَّن به الزِّقاقُ للخمر والخل(107)المُزَفَّت کی وضاحت ابن منظور افریقی نے یوں کیا ہے، فرماتے ہیں کہ الزِّفْتُ کسرہ کے ساتھ الْقِيرُ کی طرح ہے اور کہا گیا ہے کہ الزف تارکول(کالا روغن)، روغن کیا ہوا برتن اور تارکول سے ملا ہوا(وارنش کیا ہوا) مٹکا، اور شراب کی بعض برتنوں کو المُزَفَّت کہا گیا ہے اور یہ المُقَيَّر یعنی تارکول سے روغن کیا(کالا روغن کیا ہوا) ہوا برتن ہے۔ اور نبی ﷺ نے اس روغن کیے ہوئے برتن میں شراب بنانے سے منع فرمایا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے المُزَفَّتِ یعنی روغن کیے ہوئے برتنوں سے منع فرمایا اس نے کہا یہ وہ برتن ہے جو تارکول(کالے روغن) سے وارنش کیا جاتا ہے اور یہ تارکول(کالے روغن) کا ایک

قسم ہے پھر اس میں شراب بنائی جاتی ہے اور الزِّفْتُ اس تارکول کے علاوہ ہے جس سے کشتیاں روغن کیے جاتے ہیں یہ وہ سیاہ چیز بھی ہے جس سے برتن کو شراب اور سرکہ کے لیے مضبوط کی جاتا ہے۔

(زفت) الزاء والفاء والتاء ليس بشيء، إلاّ الزّفْت، ولا أدري أعربيٌّ أم غيره. إلاّ [أنَّهُ] قد جاء في الحديث: "المُزَفَّت"، وهو المطليُّ بالزِّفت.(108)ابن فارس فرماتے ہیں کہ مجھے پتہ نہیں کہ المُزَفَّت عربی لفظ ہے یا غیر عربی ہے لیکن حدیث میں آیا ہے المُزَفَّت اور یہ کالے روغن سے ملاہوا برتن ہے۔وأما المزفت فهذه الأوعية التي فيها الزفت(109)القاسم بن سلام فرماتے ہیں کہ الزِّفْتُ جو ہے یہ برتن ہیں جس میں کالے رنگ کا روغن ہوتا ہے۔نَہَی عَن المُزَفَّتِ وهو الإِنَاءُ الَّذِي يُطْلَى بالزِّفْتِ ثم يُنْتَبَذُ فيه قال اللَّيْثُ الزِّفْتُ القَارُ(110) ابن جوزی فرماتے ہیں کہ المُزَفَّتِ سے آپ نے منع فرمایا اور یہ برتن ہے جو کالے روغن سے وارنش کیا جاتا ہے پھر اس میں شراب بنایا جاتا ہے لیث رحمہ اللہ نے فرمایا کہ المُزَفَّتِ یہ تارکول (کالا روغن) ہے۔(وَنَهَى عَنْ الْمُزَفَّتِ)بِتَشْدِيدِ الْفَاءِ الْمَفْتُوحَةِ وَهُوَ الْإِنَاءُ الْمَطْلِيُّ بِالزِّفْتِ وَهُوَ الْقِيرُ(111)العظیم آبادی(وَنَهَى عَنْ الْمُزَفَّتِ)کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اور آپ ﷺ نے الْمُزَفَّتِ سے منع فرمایا، فرماتے ہیں کہ فاء مشدد زبر کے ساتھ اور یہ برتن ہے جو کالے روغن سے وارنش کیا جاتا ہے اور یہ کالا روغن ہے۔

احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے الْمُزَفَّتِ سے منع فرمایا جیسا کہ ابن رجب نے فرمایا،في مسند الإمام أحمد عن المختار بن فلفل قال سألت أنس بن مالك عن الشرب في الأوعية قال نهي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن المزفت فقال كل مسكر حرام(112)ابن رجب فرماتے ہیں کہ مسند احمد میں مختار بن فلفل سے روایت ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے برتنوں میں پینے سے پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے المزفت سے منع فرمایا اور فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے عائشہ رضی اللہ عنھا سے بھی اس کے بارے بھی روایت نقل کیا گیا ہے جیسا کہ، عن عائشة عن النبي صلى الله عليه و سلم قال : لا تنبذوا في الدباء ولا المزفت ولا النقير وكل مسكر حرام(113)عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا! الدباء ، المزفت اور النقیر میں شراب نہ بناؤ اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ایک اور حدیث میں بھی اس (المزفت) کے بارے وضاحت نقل کیا گیا ہے،عن جابر ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم « نهى عن الدباء والمزفت والنقير

والحنتم »([114])جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول ﷺ نے الدباء(کدو)، المزفت (روغن کیا ہوا برتن)، النقیر (کریدا ہوا کھجور کی درخت کا جڑ)اور الحنتم (مٹکے) سے منع فرمایا۔

خلاصہ بحث

اس بحث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مشکاۃ المصابیح کی کتاب الایمان میں وارد غریب الحدیث الفاظ کا لغوی، حدیثی اور سیاقی تجزیہ اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال میں نہایت دقیق، جامع اور گہرے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، یہ الفاظ نہ صرف عربی زبان کے تنوع اور بلاغت کا ظاہر کرتی ہیں بلکہ شریعت اسلامی کے علمی، اخلاقی، فقہی اور تمدنی پہلوں کو بھی واضح کرتی ہیں۔ اس میں ایسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو لغوی، اصطلاحی اور حدیثی سیاق وسباق کے اعتبار سے "غریب الحدیث" کے دائرے میں آتے ہیں ۔ان الفاظ کا مفہوم صرف لغت سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ ان کی شرح ووضاحت محدثین، لغویین اور فقہاء کے اقوال سے وابستہ ہوتی ہیں۔ ان الفاظ کی شناخت، لغوی تحقیق اور حدیثی سیاق میں ان کا تجزیہ فہم حدیث، تطبق معانی اور احکام شرعی کے استنباط کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

نتائج بحث

- غریب الحدیث کا فہم حدیث سمجھنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔
- مشکاۃ المصابیح میں موجود غریب الفاظ کی شرح ضروری ہے تاکہ فقہی اور اعتقادی مسائل کی درست سمجھ حاصل ہوسکے۔
- ان اجنبی الفاظ کی تفہیم کے بغیر ان احادیث کا مفہوم ناقص یا مبہم رہ سکتا ہے، لہذا شرح حدیث اور لغوی تحقیق میں ان کا مطالعہ ناگزیر ہے۔
- یہ الفاظ ہمیں نہ صرف شریعت کے عملی پہلو سکھاتے ہیں بلکہ تہذیبی، اخلاقی اور تمدنی تناظر میں بھی فہم وبصیرت عطا کرتا ہے۔
- اکثر غریب الفاظ کا استعمال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاغت اور جامعیت کے اصول کے تحت کیا، جس سے کم سے کم الفاظ میں وسیع معانی ادا ہوئے۔
- طلبہ حدیث کے لیے ان نامانوس الفاظ کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔

حواشی

[1] ابن منظور، افریقی، ابو الفضل محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ/2000ء، ج1، ص640

[2] ابن صلاح، ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن، معرفۃ انواع علوم الحدیث (مقدمۃ ابن صلاح)، دار الفکر، بیروت، 1406ھ/1986ء ج1، ص59

[3] خطیب تبریزی، محمد بن عبد اللہ، مشکاۃ المصابیح، المکتب االاسلامی، بیروت، 1405ھ/1985ء، ج2، ص196

[4] ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی، مصنف عبد الرزاق، المکتب الاسلامی، بیروت، 1403ھ/1981ء، ج3، ص321

[5] مشکاۃ المصابیح، ج1، ص1

[6] مشکاۃ المصابیح، ج1، ص2

[7] مشکاۃ المصابیح، ج1، ص65

[8] لسان العرب، ج4، ص31

[9] ابو عبید القاسم بن سلام، غریب الحدیث، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن، 1384ھ/1964ء، ج4، ص64

[10] قاضی، عبد رب = دستور العلماء، جامع العلوم فی اصطلاحات الفنون، دار لکتب العلمیۃ، بیروت، 1421ھ/2000ء، ج1، ص121

[11] ابوطیب محمد شمس الحق العظیم آبادی، عون المعبود شرح سنن ابی داؤدو، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ/1993ء، ج4، ص64

[12] ابو سادات، المبارک بن محمد الجزری، النھایۃ فی غریب الاثر، المکتبۃ العلمیہ، بیروت، 1399ھ/1979ء، ج1، ص67

[13] ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن خنبل الشیبانی، مسند احمد بن خنبل، عالم الکتب، بیروت، 1419ھ/1998ء، ج5، ص324

[14] ابو بکر، عبد الرزاق بن ہمام، مصنف عبد الرزاق، المکتب الاسلامی، بیروت، 1403ھ/1981ء، ج11، ص383

[15] سورۃ یوسف: 53

[16] دستور العلماء = جامع العلوم فی اصطلاحات الفنون، ج3، ص286

[17] لسان العرب، ج4، ص31

[18] ابو اسحاق ابراھیم بن اسحاق بن ابراھیم بن الحربی، غریب الحدیث، جامعۃ القری، مکۃ المکرمۃ، 1405ھ/1985ء، ج1، ص93

[19] مصنف عبد الرزاق، ج5، ص445

[20] بخاری، محمد بن اسماعیل بن ابراھیم، الجامع الصحیح، دار الشعب، القاھرہ، 1407ھ/1987ء، ج8 ص159

[21]عظیم آبادی، ابو الطیب محمد شمس الحق، عون المعبود شرح سنن ابی داود، المکتبۃ السلفیہ، المدینہ المنورہ
،1388ھ/1968ء ج9، ص1925

[22]الجامع الصحیح، ج7، ص199

[23]بدر الدین العینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ج15، ص241

[24]ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی، المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم، دار ابن کثیر، بیروت 1417ھ/1996ء ج
1، ص149

[25]زمخشری، محمود بن عمر، الفائق غریب الحدیث، دالمعرفۃ، لبنان، ج1، ص295

[26]جوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، دار العلم للملایین، بیروت، 1407ھ/1987ء، ج6، ص2316

[27]سورۃ مریم:47

[28]الجامع الصحیح، ج2، ص62

[29]مبارک فوری، ابو العلاء محمد بن عبد الرحمن بن عبد الرحیم، تحفۃ الاحوزی بشرح جامع الترمذی، مکتبہ سلفیہ، مدینہ
منورہ، 1383ھ/19633ء، ج5، ص484

[30]سورۃ ھود:54

[31]سورۃ الصفت:145

[32]لسان العرب، ج15، ص49

[33]سورۃ التوبہ:28

[34]سورۃ الضحیٰ:8

[35]سورۃ ھود:3

[36]ابو جعفر طبری، محمد بن جریر بن یزید، جامع البیان فی تاویل القرآن، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1420ھ/2000ء ج7، ص549

[37]نسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب، السنن الکبریٰ، موسسۃ الرسالہ، بیروت، 1421ھ/2001ء، ج3، ص69

[38]ابو نعیم احمد بن علی بن اسحاق الاصبھانی، دار العلمیہ، اخبار اصبھان، قاھرہ، 1415ھ/1994ء، ج5، ص330

[39]طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، دار الحرمین، قاھرہ، 1415ھ/1994ء، ج8، ص152

[40]السنن الکبریٰ، ج6، ص103

[41]لسان العرب، ج11، ص488

[42]النھایۃ فی غریب الحدیث والاثر، ج3، ص323

[43]رازی، محمد بن ابی بکر بن عبد القادر، مختار الصحاح، المکتبہ العصریہ، بیروت،1420ھ/9199ء، ج1، ص223

[44]لسان العرب، ج11، ص488

[45]لسان العرب، ج11، ص489

[46]ابن فارس، ابو الحسین احمد بن فارس، مقاییس اللغۃ، دار الفکر،1399ھ/1979ء، ج5، ص289

[47]محمد بن اسحاق بن یحیی بن مندۃ، الایمان، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت،1984ھ/1406ء، ج1، ص335

[48]الجامع الصحیح، ج7، ص109

[49]ابن حجر، ابو الفضل احمد بن علي، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعارفہ، بیروت،1379ھ/1958ء، ج5، ص114

[50]فتح الباری، ج9، ص509

[51]ابن بطال، ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک، شرح صحیح البخاری، مکتبہ الرشد، ریاض،1423ھ/2003ء، ج5، ص374

[52]خطابی، ابو سلیمان احمد بن محمد، معالم السنن، المطبعۃ العلمیہ، حلب،1932ھ/1353ء، ج4، ص286

[53]نووی، ابوزکریا یحی بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم (شرح النووی)، دار احیاء العربی، بیروت،1392ھ/1979ء، ج7، ص83

[54]مسند احمد بن حنبل، ج3، ص258

[55]ابو یعلی احمد بن علی بن المثنی، مسند ابی یعلی، دار المامون للتیراث، جدہ،1410ھ/1989ء، ج2، ص499

[56]خطابی، ابو سلیمان حمد بن ابراہیم، غریب الحدیث، جامعۃ ام القری، مکۃ المکرمۃ،1402ھ/1981ء، ج2، ص75

[57]ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، السعادۃ-بجوار محافظۃ مصر،1394ھ/1974، ج10، ص396

[58]ازہری، ابو منصور محمد بن احمد، تہذیب اللغۃ، دار احیاء التراث العربی، بیروت،1422ھ/2001ء، ج14، ص33

[59]سورۃ المائدہ:33

[60]سورۃ النحل:27

[61]سورۃ الزمر:26

[62]سورۃ فصلت:16

[63]سورۃ توبہ:63

[64]الجامع الصحیح، ج9، ص11

[65]ابو عبید القاسم بن سلام الھروي، غریب الحدیث، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن،1384ھ/1964ء ج4، ص360

[66]مصنف عبد الرزاق، ج5، ص256

[67] الجامع الصحیح، ج8، ص196

[68] سورۃ ھود:78

[69] ازھری، ابو منصور محمد بن احمد، تھذیب اللغۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1422ھ / 2001ء، ج7، ص205

[70] لسان العرب، ج12، ص573

[71] سورۃ الحجرات:6

[72] سورۃ المائدۃ:52

[73] سورۃ المؤمنون:40

[74] سورۃ الشوراء:157

[75] مسند احمد بن حنبل، ج1، ص، 433

[76] طبرانی، ابوالقاسم سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، ادارالحرمین و، القاہرہ، 1414ھ / 1994ء ج6، ص365

[77] السنن الکبری، ج3، ص444

[78] خطابی، ابو سلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم، غریب الحدیث، دارالفکر، دمشق، 1402ھ / 1982ء، ج2، ص120

[79] النھایۃ فی غریب الحدیث والاثر، ج5، ص88

[80] لسان العرب، ج12، ص162

[81] ابواسحاق الحربی، ابراہیم بن اسحاق، غریب الحدیث، جامعۃ ام القری، مکۃ المکرمۃ، 1405ھ / 1984ء، ج2، ص667

[82] أبوعبيد القاسم بن سلام الهروي، غريب الحديث، دار الكتاب العربي، بيروت، 1396ھ / 1975ء ج2، ص181

[83] ابن جوزی، ابوالفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد، غریب الحدیث، دار الکتاب العلمیہ، بیروت، 1406ھ / 1985ء ج2، ص246

[84] ابو منصور محمد بن احمد الازھری، تھذیب اللغۃ، دار احیاء التراث العربي، بیروت، 1422ھ / 2001ء ج5، ص216

[85] مختار الصحاح، ج1، ص167

[86] صاحب الکافی الکفاۃ، ابوالقاسم اسماعیل بن عباد بن العباس، المحیط فی اللغۃ، عالم الکتب بیروت 1414ھ / 1994ء، ج3، ص286

[87] السنن الکبری، ج5، ص93

[88] نسائی، ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب، سنن کبری، ودار الکتاب العلمیہ، بیروت، 1411ھ / 1991ء، ج3، ص218

[89] محمد عزت دوزۃ، التفسیر الحدیث، داراحیاء الکتب العربیۃ، قاہرہ، 1383ھ / 1962ء ج10، ص138

[90] السنن الکبری، ج6، ص289

[91] لسان العرب، ج14، ص249

[92] تھذیب اللغۃ، ج14، ص141

[93] ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، سنن ترمذی، دار لغرب الاسلامی، بیروت، 1419ھ/1998ء، ج3، ص358

[94] ابو داود، سلیمان بن داود بن الجارود الطیالسی، مسند ابی داود الطیالسی، دار ھجر، مصر، 1419ھ/1999ء، ج3، ص121

[95] سورۃ النساء:124

[96] سورۃ النساء:53

[97] معالم السنن (وھو شرح سنن ابی داود)، ج1، ص212

[98] عون المعبود شرح سنن ابی داؤدو، ج3، ص104

[99] النھایہ فی غریب الحدیث والاثر، ج5، ص105

[100] طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب، الاحادیث الطوال، مکتبۃ الزہراء، موصل، 1404ھ/1983ء، ج1، ص286

[101] فتح الباری، ج1، ص134

[102] فتح الباری، ج10، ص45

[103] غریب الحدیث لابن جوزی، ج2، ص430

[104] المسند المستخرج علي صحیح الامام المسلم، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الاصبھاني، دار لکتاب العلیہ، بیروت، 1996ھ/1417ء، ج1، ص113

[105] سورۃ النسآء:4

[106] الناسخ والمنسوخ فی القرآن العزیز ومافیہ من الفرائض والسنن، أبو عبید القاسم بن سلام الھروي، مکتبۃ الرشید، الریاض، 1418ھ/1997ء، ج1، ص427

[107] لسان العرب، ج2، ص35

[108] ابن فارس، ابو الحسین احمد بن فارس، مقاییس اللغۃ، دار الفکر، 1399ھ/1979ء، ج3، ص15

[109] غریب الحدیث لابن سلام، ج2، ص182

[110] غریب الحدیث لابن جوزی، ج1، ص437

[111] عون المعبود شرح سنن ابی داؤدو، ج9، ص610

[112] جامع العلوم والحکم، ابن رجب، ابو الفرج عبد الرحمن بن احمد، دار المعرفہ، بیروت، 1408ھ/1987، ج1، ص422

[113] السنن الکبری، ج5، ص76

[114] مسنند ابی داود الطیالسی، ج3، ص301

مصادر و مراجع

القرآن الکریم
ابن منظور افریقی، ابو الفضل محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ /2000ء
ابن صلاح، ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن، معرفۃ انواع علوم الحدیث (مقدمۃ ابن صلاح)، دار الفکر، بیروت، 1406ھ /1986ء
خطیب تبریزی، محمد بن عبد اللہ، مشکاۃ المصابیح، المکتب االاسلامی، بیروت، 1405ھ /1985ء
عبد الرزاق بن ھمام الصنعانی، ابو بکر، مصنف عبد الرزاق، المکتب الاسلامی، بیروت، 1403ھ /1981ء
ابو عبید القاسم بن سلام، غریب الحدیث، دائر المعارف العثمانیہ حیدر آباد دکن، 1384ھ /1964ء
ابو طیب محمد شمس الحق العظیم آبادی، عون المعبود شرح سنن ابی داؤدو، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ /1993ء
ابن الاثیر الجزری، ابو سادات المبارک بن محمد الجزری، النھایۃ فی غریب الاثر، المکتبۃ العلمیہ، بیروت، 1399ھ /1979ء
ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن خنبل الشیبانی، مسند احمد بن خنبل، عالم الکتب، بیروت، 1419ھ /1998ء
ابو بکر، عبد الرزاق بن ھمام، مصنف عبد الرزاق، المکتب الاسلامی، بیروت، 1403ھ /1981ء
قاضی، عبد رب، دستور العلماء= جامع العلوم فی اصطلاحات الفنون، دار لکتب العلمیۃ، بیروت، 1421ھ /2000ء
ابو اسحاق ابراھیم بن اسحاق بن ابراھیم بن الحربی، غریب الحدیث، جامعۃ القری، مکۃ المکرمۃ، 1405ھ /1985ء،
بخاری، محمد بن اسماعیل بن ابراھیم، الجامع الصحیح، دار الشعب، القاھرہ، 1407ھ /1987ء،
عظیم آبادی، ابو الطیب محمد شمس الحق، عون المعبود شرح سنن ابی داود، المکتبۃ السلفیہ، المدینہ المنورہ، 1388ھ /1968ء
بدر الدین العینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، دار احیاء التراث العربی، بیروت
ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی، المفھم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم، دار ابن کثیر، بیروت 1417ھ /1996ء
زمخشری، محمود بن عمر، الفائق غریب الحدیث، دالمعرفۃ، لبنان
جوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، دار العلم للملایین، بیروت، 1407ھ /1987ء
مبارک فوری، ابو العلاء محمد بن عبد الرحمن بن عبد الرحیم، تحفۃ الاحوزی بشرح جامع الترمذی، مکتبہ سلفیہ، مدینہ منورہ، 1383ھ /19633ء
ابو جعفر طبری، محمد بن جریر بن یزید، جامع البیان فی تاویل القرآن، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1420ھ /2000ء
نسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب، السنن الکبری، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، 1421ھ /2001ء
ابو نعیم احمد بن علی بن اسحاق الاَصبھانی، دار العلمیہ، أخبار اصبھان، قاھرہ، 1415ھ /1994ء

طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، دار الحرمین، قاھرہ، 1415ھ /1994ء
رازی، محمد بن ابی بکر بن عبد القادر، مختار الصحاح، المکتبہ العصریہ، بیروت، 1420ھ /9199ء
ابن فارس، ابو الحسین احمد بن فارس، مقاییس اللغۃ، دار الفکر، 1399ھ /1979ء
محمد بن اسحاق بن یحیی بن مندۃ، الایمان، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1984ھ /1406ء
ابن حجر، ابو الفضل احمد بن علي، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعارفہ، بیروت، 1379ھ /1958ء
ابن بطال، ابو الحسن علی بن خلف ن عبد الملک، شرح صحیح البخاری، مکتبہ الرشد، ریاض، 1423ھ /2003ء
خطابی، ابو سلیمان احمد بن محمد، معالم السنن، المطبعۃ العلمیہ، حلب، 1932ھ /1353ء
نووی، ابوزکریا یحی بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم (شرح النووی)، داراحیاء العربی، بیروت، 1392ھ /1979ء
ابو یعلی احمد بن علی بن المثنی، مسند ابی یعلی، دار المامون للتیراث، جدہ، 1410ھ /1989ء
خطابی، ابو سلیمان حمد بن ابراہیم، غریب الحدیث، جامعۃ ام القری، مکۃ المکرمۃ، 1402ھ /1981ء
ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفھانی، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، السعادۃ -بجوار محافظۃ مصر، 1394ھ /1974
ازہری، ابو منصور محمد بن احمد، تھذیب اللغۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1422ھ /2001ء
أبو عبید القاسم بن سلام الھروي، غریب الحدیث، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن، 1384ھ /1964ء
ازھری، ابو منصور محمد بن احمد، تھذیب اللغۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1422ھ /2001ء
طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، ادارالحرمین و، القاھرہ، 1414ھ /1994ء
خطابی، ابو سلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم، غریب الحدیث، دار الفکر، دمشق، 1402ھ /1982ء
ابو اسحاق الحربی، ابراہیم بن اسحاق، غریب الحدیث، جامعۃ ام القری، مکۃ المکرمۃ، 1405ھ / 1984ء
أبو عبید القاسم بن سلام الھروي، غریب الحدیث، دار الکتاب العربي، بیروت، 1396ھ /1975ء
ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد، غریب الحدیث، دار الکتاب العلمیہ، بیروت، 1406ھ /1985ء
ابو منصور محمد بن احمد الازھری، تھذیب اللغۃ، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، 1422ھ /2001ء
صاحب الکافی الکفاۃ، ابو القاسم اسماعیل بن عباد بن العباس، المحیط فی اللغۃ، عالم الکتب بیروت، 1414ھ / 1994ء
نسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب، سنن کبری، ودار الکتاب العلمیہ، بیروت، 1411ھ /1991ء
محمد عزت دوزۃ، التفسیر الحدیث، داراحیاء الکتب العربیۃ، قاہرہ، 1383ھ /1962ء
ترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، سنن ترمذی، دار لعرب الاسلامی، بیروت، 1419ھ /1998ء
ابو داود، سلیمان بن داود بن الجارود الطیالسی، مسند ابی داود الطیالسی، دار ھجر، مصر، 1419ھ /1999ء

طبرانی، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب، الاحادیث الطوال، مکتبۃ الزہراء، موصل، 1404ھ/1983ء

ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد الاصبھانی، المسند المستخرج علی صحیح الامام المسلم،، دار لکتاب العلمیہ، بیروت، 1996ھ/1417ء

اَبو عبید القاسم بن سلام الھروي، الناسخ والمنسوخ في القرآن العزیز ومافیہ من الفرائض والسنن،، مکتبۃ الرشید، الریاض، 1418ھ/1997ء

ابن فارس، ابو الحسین احمد بن فارس، مقاییس اللغۃ، دار الفکر، 1399ھ/1979ء

ابن رجب، ابو الفرج عبد الرحمن بن احمد، جامع العلوم والحکم،، دار المعرفہ، بیروت، 1408ھ/1987ء